قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ
﴿سورة المؤمن: ٦٠﴾
آداب دعاء
مرتبین
الشیخ محمد منیر قمر
غلام مصطفیٰ فاروق
www.KitaboSunnat.com
توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

آدابِ دعاء

مرتبین

شیخ ابو عدنان محمد منیر قمر

مولانا غلام مصطفیٰ فاروق

ناشر

توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

❖ نامِ کتاب: آداب دعاء
❖ مرتبین: شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین
مولانا غلام مصطفیٰ فاروق
❖ کمپوزنگ: عدنان قمر، نبیلہ قمر
❖ طبع دوم: ۱۴۲۶ھ ، ۲۰۰۵ء
❖ تعداد: ۲۰۰۰
❖ ناشر: توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)
❖ قیمت:

❁ ہندوستان میں ملنے کے پتے ❁

1-توحید پبلیکیشنز، ایس.آر.کے.گارڈن
فون:۲۶۶۵۰۶۱۸، بنگلور۔۰۴۱ ۵۶۰
2-چار مینار بک سنٹر
چار مینار روڈ، شیواجی نگر، بنگلور۔۰۵۱ ۵۶۰
3-دارالتوعیۃ
اسلامی سی۔ڈیز، کیسیٹس اور بک ہاؤس۔
نمبر:۷، فرسٹ کراس، چار مینار مسجد روڈ
فون:۰۸۰۔۲۵۵۴۹۸۰۴
شیواجی نگر، بنگلور۔۵۶۰۰۵۱
4-میسور، فون:۲۴۹۲۱۲۹

1-Tawheed Publications,
S.R.K.Garden,Phone#
26650618
BANGALORE-560 041
2-Charminar Book Center
Charminar Road,Shivaji Nagar,
BANGALORE-560 051
3.Darul Taueyah
Islamic Cassettes,Cd's & Book
House,Door#7,Ist Cross
Charminar Masjid Road
Sivaji Nagar Bangalore-560 051
Tel:080-25549804
4-Tel:2492129,Mysore.

Emailto:tawheed_pbs@hotmail.com

آئینہ مضامین

اوقاتِ اجابت وقبولیّتِ دعاء 63

فرمانِ باری تعالیٰ

قَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ
اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ
سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ

تمہارے پروردگار نے کہا ہے: مجھے پکارو، میں تمہاری پکارودُعاء کوسُنتا ہوں، بیشک جولوگ میری عبادت (دُعاء کرنے) سے تکبّر اختیار کرتے ہیں۔عنقریب وہ ذلیل ہوکر جہنّم میں داخل ہوں گے۔

(سورۃ المؤمن ،آیت ٦٠)

وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ
قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ
وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ

اور جب میرے بندے آپ (ﷺ) سے میرے بارے میں پوچھیں (توانہیں بتادیں کہ) میں قریب ہوں اور پکارنے والے کی پکارکوسُنتا ہوں، جب بھی وہ مجھے پکارے۔بس انہیں چاہیئے کہ وہ میرے احکام کی پیروی کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

(سورۃ البقرہ، آیت ١٨٦)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِینُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَأَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ .أَمَّا بَعْدُ :

دوسروں سے کلّی طور پر بے نیاز اور مستغنی ذات تو صرف اللہ الصّمد ، الحیّ القیّوم کی ہی ہے، باقی سب خصوصاً بنی نوعِ انسان اپنی زندگی کے لحہ لحہ میں اور قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کا محتاج و فقیر ہے، غنی و بے پرواہ اللہ ہے اور محتاجی ہم انسانوں کی فطرت ہے.

جیسا کہ سورۂ فاطر، آیت:۱۵ میں ارشادِ ربّانی ہے :

﴿ یٰٓأَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴾

''اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو اور اللہ غنی اور حمد وثناء والا ہے ''.

یہی وجہ ہے کہ جب کسی پر کوئی مشکل وقت آتا ہے تو صحیح العقیدہ مسلمان بے اختیار ہاتھ اٹھا کر اللہ سے فریاد کرتا اور دعائیں مانگتا ہے.

آج امّتِ مسلمہ سخت زبوں حالی میں مبتلا ہے، ہر طرف سے مشکلات میں گھری ہوئی ہے۔ اسے طرح طرح کے چیلنجوں کا سامنا ہے۔ امّت کے افراد کی تعداد ڈیڑھ ارب کے قریب ہو چکی ہے۔ بیشمار لوگ شب و روز امّت کے حالات بہتر ہونے، مسلمانوں کے معزّز ہونے، کفّار کے تسلّط و اقتدار کے خاتمے اور مسلمانوں کی

عظمتِ رفتہ کی بازیابی کی دعائیں کرتے رہتے ہیں مگرتا حال حالات میں کوئی واضح فرق کیوں نظرنہیں آرہا؟اس بات پرغوروخوض کرنے کے لیئے چند چیزوں کاپیشِ نظر رہنااشدّ ضروری ہے،مثلاً:

- بندے کی دعائیں کیسے قبول ہوسکتی ہیں؟
- ان کی قبولیّت کی شرائط کیا ہیں؟
- دعاء کےآداب کیا ہیں؟
- کِن کِن اوقات میں اور کِن کِن مقامات پر کی گئی دعائیں قبولیّت کے قریب تر ہوتی ہیں؟
- اورمستجاب الدعوات وغیرمستجاب الدعوات لوگ کون ہوسکتے ہیں؟

زیرِنظرکتاب میں انہی امورکوقدرےتفصیل کےساتھ بیان کیا گیاہے .

قیام متحدہ عرب امارات کے دوران راقم کی راہنمائی میں اس کتاب کے مواد کی جمع وترتیب کااصل بنیادی کام ہمارےفاضلِ عزیزمولانا**غلام مصطفیٰ فاروق** نے کیا تھا۔ فَجَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا

اور یہ مقالہ قدرے مختصر انداز سے پہلے ہماری کتاب "مسنون ذکرِ الٰہی (دعائیں)" کےشروع میں بطورِ "مقدمہ طبع دوم" شائع ہوچکاہے(۱)

اس کے بعداس میں بعض ترامیم اور بکثرت اہم اضافوں کے ساتھ ہم نے اسے نئے سرے سے مرتّب کر کے سعودی ریڈیو مکہ مکرمہ سے اپنے ہفت روزہ پروگرام "**اسلام اور ہماری زندگی** " کی چندنشستوں میں اپنے سامعین کے سامنےبھی پیش کیا۔(۲)

---

(۱) دیکھیئے:ص۲۰تا۹۰،طبع دوم مفصّل ۲۰۰۱ء ۔

(۲) کچھ قسطیں ۱٤۲٤ھ، ۲۰۰۳ء کے وسط میں اورپھرکچھ ۱٤۲۵ھ، ۲۰۰٤ء کےوسط میں

اور اب اسے اپنے قارئین کی خدمت میں مستقل کتابی شکل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

اللہ سے دعاء ہے کہ وہ مؤلّف و مرتّب ، اور اسکی طباعت میں کسی بھی طرح کا تعاون کرنے والے تمام احباب کو دنیا و آخرت کی خیر و برکت سے نوازے ، اِسے شرف قبول بخشے اور قارئین کرام کیلئے اسے باعثِ استفادہ بنائے۔ آمِیْــــن

طالبِ دعاء :...

المحکمۃ الکبریٰ، الخبر **ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدّین**

۶/۱/ ۱۴۲۵ھ ترجمان سپریم کورٹ الخبر

۱۸/ ۷/ ۲۰۰۴ء و داعیہ متعاون ، مراکزِ دعوت و ارشاد

بروزِ جمعہ الدمّام ، الخبر ، الظہران ائیر بیس

(سعودی عرب)

خوشخبری

تمام برادرانِ اسلام کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ مؤلّفِ کتاب کے ریڈیو اُمّ القیوین (U.A.E) اور سعودی ریڈیو مکہ مکرمہ کے تمام پروگراموں کے آڈیو کیسٹس اور سیڈیز بھی دستیاب ہیں۔ برائے رابطہ:

① رحمت اللہ خان ایڈووکیٹ، الخبر فون (موبیل):055 131 2189

② شاہد ستار، الخبر فون (موبیل):050 381 5427

③ مسعود سہیل، الجبیل فون (موبیل):050 696 0351

دعاء کی اہمیّت وفضیلت

انسان دنیوی خوش حالی اور مادی ترقی کے بناء پر خواہ اپنے رب سے کتنا بھی دور ہوجائے اور غفلت ونسیان کے کتنے ہی دبیز پردوں میں وہ دب جائے مگر مصائب و مشکلات کے ہجوم میں بے ساختہ فریاد ودعاء کے لیئے اُس کے ہاتھ اسکے اہلِ توحید میں سے ہونے کی شکل میں عموماً صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے ہی اٹھتے ہیں، اس لیئے کہ دنیا کا ہر فرد و بشر اپنی زندگی کے ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں اللہ تعالیٰ ہی کا محتاج وفقیر ہے اور یہ فقر ومحتاجی اس کی فِطرت میں داخل ہے، ہر چیز سے بے نیاز و مستغنی ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی ہی صفت ہے جو احد وصمد اور حیّ وقیّوم ہے، قرآنِ کریم میں ارشادِ الٰہی ہے :

﴿يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ﴾(۳)

" اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو اور اللہ غنی اور حمد وثناء والا ہے " ۔

اس لیئے فقیر ومحتاج بندے کا فرض ہے کہ وہ اپنی ضرورت وحاجت کے لیئے صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارے اور صرف اُسی سے فریاد والتجا کرے۔ کیونکہ یہ دعاء وفریاد ایک اعلیٰ ترین عبادت ہے ۔

اقسامِ عبادات :

یہ بات معروف ہے کہ اسلام میں عبادات کی دو قسمیں ہیں :

① ایک وہ عبادات جو ایک خاص وقت، خاص مقام، خاص ہیئت اور خاص شرائط کے ساتھ فرض کی گئی ہیں، جیسے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور جہاد وغیرہ ہیں چنانچہ نماز کے بارے میں سورۂ نساء، آیت: ۱۰۳ میں ارشادِ الٰہی ہے :

(۳) سورة فاطر: ١٥ .

﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَاباً مَّوْقُوْتاً﴾ .

" بےشک نماز مؤمنوں پر مقررہ اوقات میں فرض ہے "

اور روزے کے بارے میں سورۂ بقرہ، آیت:۱۸۵ میں ارشادِ الٰہی ہے :

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ .

" جو شخص ماہِ رمضان کو پائے، وہ روزے رکھے " ۔

اور حج کے بارے میں سورۂ بقرۃ، آیت:۱۹۷ میں فرمانِ الٰہی ہے :

﴿اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومٰتٌ﴾ .

" حج کے مہینے معلوم ومقرر ہیں " ۔

اسی طرح ہی جہاد اور زکوٰۃ کے لیئے بھی مخصوص شرائط واوقات ہیں ۔

② دوسری وہ عبادات ہیں جن کی ادائیگی کیلئے نہ وقت کی کوئی قید ہے نہ مقام کی، نہ اُن کیلئے کوئی خاص شرائط مقرر ہیں نہ ہی کوئی مخصوص ہیئت وصورت بلکہ آدمی اپنے مکان میں ہو یا دوکان میں، سفر میں ہو یا حضر میں، بیٹھا ہوا ہو یا لیٹا ہوا، وہ ہر وقت، ہر آن اور ہر موقع ومحل پر اِس عبادت کو ادا کرسکتا ہے. خواہ زبان سے کرے یا دل سے۔

اُنہی عبادتوں کو قرآن وسنت میں تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا)، تہلیل (لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا)، تحمید (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا)، تکبیر (اَللّٰہُ أَکْبَرُ کہنا)، استعاذۃ (أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھنا)، استغفار (أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کہنا) اور ذکر ودعاء کرنا جیسے ناموں سے یاد کیا گیا ہے ۔

پہلی قسم کی عبادات فرض قرار دی گئی ہیں، اور دوسری قسم کی عبادات فرض تو نہیں قرار دی گئیں، مگر اپنے روحانی اثر ونتیجہ کے اعتبار سے ان کی حیثیت واہمیت کچھ کم بھی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن وسنت میں دعاء والتجاء کا حکم بھی دیا گیا ہے، ترغیب بھی دلائی گئی اور تاکید بھی فرمائی گئی ہے۔

دعاء کے بارے میں حکمِ الٰہی ہے:

سورۂ مؤمن، آیت: ۶۰ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴾ .

" تمہارے پروردگار نے کہا ہے: مجھے پکارو، میں تمہاری پکار و دُعاء کو سُنتا ہوں، بیشک جو لوگ میری عبادت (دُعاء کرنے) سے تکبّر اختیار کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل ہو کر جہنّم میں داخل ہوں گے " ۔

اس آیت میں مالکِ ارض و سماء نے امّتِ محمّد یہ [علٰی صاحبھا الصلٰوۃ و السلام] کو اس خاص شرف و اعزاز سے نوازا ہے کہ انہیں صرف دُعاء و فریاد کا حکم ہی نہیں دیا، بلکہ ﴿ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾ کہہ کر ان سے اجابت و قبولیّت کا وعدہ بھی فرمایا گیا ہے ۔

اور ایک دوسری جگہ سورۂ اعراف، آیت: ۵۵ میں ارشادِ الٰہی ہے :

﴿ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّ خُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴾ .

" اپنے پروردگار کو گڑ گڑا کر اور خفیہ طریقہ سے پکارو، بیشک وہ زیادتی (حد سے تجاوز) کرنے والوں پسند نہیں فرماتا " ۔(۴)

سورۂ بقرۃ، آیت: ۱۸۶ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

﴿ وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴾ .

" اور جب میرے بندے آپ (ﷺ) سے میرے بارے میں پوچھیں

(٤) اس تجاوز کی بہترین تفصیل آگے چل کر " حد سے تجاوز نہ کریں " کے زیرِ عنوان آرہی ہے ۔

(تو انہیں بتادیں کہ) میں قریب ہوں اور پکارنے والے کی پکار کو سُنتا ہوں، جب بھی وہ مجھے پکارے۔ بس انہیں چاہیئے کہ وہ میرے احکام کی پیروی کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں ''۔

جبکہ سورۂ انبیاء، آیت: ۹۰ میں مسلمانوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا :

﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَباً وَرَهَباً وَّ كَانُوْا لَنَا خَاشِعِيْنَ ﴾ .

'' یہ لوگ خیرات کرنے میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں خوف ورغبت کے ساتھ پکارتے تھے اور وہ ہمارے سامنے بڑا خشوع وخضوع اختیار کرتے تھے''

اور سورۂ نمل، آیت: ۶۲ میں ارشاد ہوتا ہے :

﴿ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُ لَّكُمْ خُلَفَآءَ فِي الْأَرْضِ ءَ اِلٰـهٌ مَعَ اللّٰهِ قَلِيْلاً مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴾ .

'' کون ہے جو مجبور و بے بس کی دعاء سنتا ہے جب کہ وہ اُسے پکارے؟ اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے؟ اور کون ہے جو تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی (یہ کام کرتا) ہے، تم لوگ کم ہی سوچتے ہو ''۔

اِن تمام آیات میں دعاء و پکار اور التجاء وفریاد کی ترغیب دلائی گئی بلکہ اسکی تاکید کی گئی ہے ۔

اہمیت دعاء

دعاء و پکار اور التجاء و فریاد کی اہمیّت اسلام میں کس قدر ہے؟ اِس بات کا اندازہ اُس حدیثِ رسول ﷺ سے لگایا جا سکتا ہے جو کہ سنن ترمذی ،ابن ماجہ، الادب المفرد امام بخاری اور مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے :

((لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ مِنَ الدُّعَاءِ)) (۵)

" اللہ تعالیٰ کی نظر میں دعاء سے زیادہ قابلِ قدر کوئی چیز بھی نہیں ہے " ۔

دعاء افضل عبادت :

دعاء انسان کی اپنی ضرورت تو ہے ہی، اس کے علاوہ یہ خود عبادت بھی ہے، جیسا کہ ابو داؤد ، ترمذی، نسائی ، ابن ماجہ، الادب المفرد امام بخاری ، صحیح ابن حبان ، مستدرك حاکم ، مصنف ابن ابی شیبہ ، مسند ابو یعلیٰ اور مسند احمد میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)) .(٦)

" دعاء خود ایک عبادت ہے "

اِس سے آگے اسی حدیث میں ہے کہ پھر اِس کی دلیل کے طور پر رسول اللہ ﷺ نے سورۂ مؤمن، آیت:٦٠ تلاوت فرمائی جس میں ارشادِ الٰہی ہے :

﴿اُدْعُوْنِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِي

(۵) صحیح الجامع الصغیر ۹۵۵/۲ ، مشکوٰۃ ٦٩٣/٢ ۔

(٦)صحیح ابی داؤد:١٣٢٩ ، صحیح الجامع الصغیر ٦٤١/١ ، مشکوٰۃ :٢٣٣۔

سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾ .

”مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں سنتا ہوں، بیشک جولوگ میری عبادت [دعاء کرنے] سے تکبّر کرتے ہیں، وہ ذلیل ہوکر جہنّم میں داخل ہوں گے“

ایک اور حدیث جوکہ مستدرک حاکم میں حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما سے اور الکامل ابن عدی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبقات ابن سعد میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اَلدُّعَآءُ)) .

” افضل عبادت دعاء کرنا ہے ۔“ (۷)

دعاء نہ کرنے پر اللہ کی ناراضگی:

سنن ابی داؤد اور الادب المفرد امام بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((مَنْ لَّمْ يَدْعُ اللّٰهَ غَضِبَ عَلَيْهِ)) .(۸)

” جو اللہ سے دُعاء نہیں کرتا اس سے وہ ناراض ہوتا ہے “ ۔

مخلوق اور خالق کے درمیان تو یہی فرق ہے کہ مخلوق سے مانگو تو ناراض ہوتے ہیں اور لیٹ کرتے ہیں، کبھی جھڑک دیتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اس وقت ناراض ہوتا ہے جب اُس سے التجاء و دُعاء نہ کی جائے، اس کے سامنے دستِ سوال نہ پھیلایا جائے جیسا کہ ذکر کی گئی اس حدیث میں ہے، اور ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے: ؎

(۷)صحیح الجامع الصغیر ۲۵۱/۱،حدیث:۱۱۲۲

(۸) الادب المفرد ص ۲۲۹۔

لَا تَسْــــــئَلُ بَنِــيْ آدَمَ حَاجَـتَکَ وَسْـئَلِ الَّـذِيْ أَبْـوَابُــهُ لَا تُـحْـجَـبُ
اَلـلّٰــهُ يَـغْـضَـبُ اِنْ تَـرَکْـتَ سُـؤَالَـهُ وَ ابْـنُ آدَمَ حِيْـنَ يُسْـئَلُ يَـغْـضَـبُ

''یعنی انسان کے سامنے اپنی ضرورت کے لیئے ہاتھ نہ پھیلاؤ، اس سے مانگو جس کے فضل و کرم کے دروازے ہروقت کھلے رہتے ہیں، اگر بندہ اپنے رب سے مانگنا چھوڑ دے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے، لیکن انسان کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے، جب کوئی اس سے مانگتا ہے تو غضب ناک ہو جاتا ہے''۔

غرض دُعاء نہ کرنا بندگی سے گریز واستکبار اور سرکشی کی علامت ہے ۔

دُعاء اللہ ہی سے مانگنا:

اِنسان کا انسانوں سے ہی دُعاء مانگنا اپنی فطرت سے بغاوت ہے۔ایک بے بس اِنسان دوسرے کی بے بسی کا علاج کر ہی نہیں سکتا، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے کسی زندہ یا مُردہ انسان کو پکارنا ایسی حماقت ہے

'' جیسے کوئی پیاسا پانی کے سامنے کھڑا ہو کر فریاد کرے کہ اے پانی میرے منہ میں آجا ''۔

کتنے کم عقل ہیں وہ لوگ جو اللہ حیّ قیّوم اور قادرِ مطلق کو چھوڑ کر کسی بے بس زندہ یا مُردہ مخلوق کو اپنی حاجت روائی کے لیئے پُکارتے ہیں، اور فوت شُدگان بھی وہ جو کہ نہ سن سکتے ہیں نہ جواب دے سکتے ہیں، جیسا کہ سورۂ احقاف، آیت: ۵ میں ارشادِ الٰہی ہے :

﴿ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ﴾ .

''اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے؟ جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو

پُکارتا ہے جو قیامت تک بھی اس کی نہیں سن سکتے ،اور وہ اس کی پکار سے غافل ہیں'' ۔

ایک دوسری جگہ سورۂ اعراف،آیت:۱۹۴ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ ﴾ .

''بے شک وہ لوگ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو تمہاری ہی طرح کے بندے ہیں ''۔

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن سے التجاء وفریاد اور دعاء کرتے ہو وہ تو تمہاری طرح ہی عاجز بندے ہیں، کیونکہ زندہ انسان جو خود اپنی کسی مصیبت کو دور نہیں کر سکتا ہے وہ کسی دوسرے کی مصیبت کیا دور کرے گا۔اور جو بے جان خود اپنی مصیبت کو بھی دُور کر نہیں سکتے وہ دوسروں کی حاجت روائی کیا کریں گے؟

سورۂ اعراف ہی میں آیت:۱۹۷ میں غیرُ اللہ اور معبودانِ باطلہ کی بے بسی کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَ لَا اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ ﴾ .

'' وہ لوگ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور نہ ہی وہ اپنی مدد آپ کر سکتے ہیں '' ۔

سورۂ یونس،آیت:۱۰۶ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

﴿ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذاً مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴾ .

''اور اللہ کے سوا کسی چیز کو مت پکارو جو کہ تمہیں کوئی نفع ونقصان نہیں

پہنچا سکتی ہے، اور اگر تم نے ایسا کیا تو تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے ''۔

اِن تمام آیات سے معلوم ہوا کہ ہر حالت میں انسان کو اللہ تعالیٰ ہی سے دُعا والتجاء کرنی چاہیئے ، مصیبتوں اور پریشانیوں میں فقط اللہ تعالیٰ کو ہی پُکارنا چاہیئے ۔ دُعا چونکہ عبادت ہے، اور تمام عبادات فقط اللہ ہی کہ لیئے روا ہیں، لہٰذا اللہ کے سوا کسی اور سے بھی دُعاء مانگنا، اُن کو مدد کے لیئے پُکارنا ، اُن کو حاجت روا سمجھنا ، صریح و واضح شرک ہے، جسے اللہ کبھی بھی معاف نہیں کرے گا۔ اس مفہوم و معنیٰ کی قرآنِ کریم میں کئی آیات موجود ہیں ۔

رسولُ اللہ ﷺ کی بھی یہی تعلیم ہے کہ اپنی معمولی سے معمولی حاجت وضرورت بھی اللہ ہی کے سامنے پیش کرو، چنانچہ ترمذی و ابن حبان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ رسالت مآب ﷺ ہے:

((لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ كُلَّهَا حَتّٰى يَسْأَلَهُ شِسْعَ نَعْلَيْهِ إِذَا انْقَطَعَ)) (۹)

'' تم میں سے ہر کسی کو چاہیئے کہ وہ اپنی ہر ضرورت اللہ سے طلب کرے، یہاں تک کہ اگر کسی کے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو وہ بھی اُس [اللہ] سے ہی طلب کرے ''۔

(۹) جامع الترمذی مع تحفة الاحوذی ۱۰/۵۳ ، مشکوٰۃ ۲/۶۹۶ شیخ البانی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

دعاء کے آداب

دعاء مؤمن کا ایسا ہتھیار ہے جس کے سامنے بڑے بڑے ہتھیار بیکار ہیں، دعاء دکھے ہوئے دلوں کی دوا، اور مظلوم و مجبور کا سہارا ہے، مضطرب و پریشان حال کا مداوا ہے، رضائے الٰہی کا سبب اور رحمت و برکت کے دروازے کی کلید ہے۔

دعاء مؤثر و کارگر اُسی وقت ہوگی جب دعاء مانگنے والا اُس کے آداب و شرائط کو مدِّ نظر رکھ کر ان کی پوری پوری پابندی کرے۔ اس کی مثال ظاہری و جسمانی علاج کی طرح ہے، بیمار دواء کے ذریعے شفایاب اُسی وقت ہوسکتا ہے جب ان شرائط و ہدایات کو ملحوظ رکھے جو معالج و طبیب نے بتائی ہیں، اور ان چیزوں سے پرہیز کرے جن سے بچنے کا اُس نے حکم دیا ہے، محض دوا کا استعمال ہی کافی نہیں ہوتا۔

یہی حال اس روحانی علاج کا ہے، قرآن وسنت کی دعائیں باطنی وظاہری ہر دو طرح کے امراض کے لیئے اُسی وقت مفید و مؤثّر ہوں گی جب ان کے اثر کو قبول کرنے کی صلاحیت واستعداد بھی مریض میں موجود ہو، اور پرہیز واحتیاط کے اُن تمام تقاضوں کو بھی پورا کرے، جو اِس راہ میں ناگزیر ہیں، اگر دُعاء کے آداب وشرائط کی پابندی ہی نہ کی جائے تو دعاء قبول نہیں ہوگی لہٰذا یہاں ہم دُعاء کے آداب وشرائط اور اوقات ومقامات کا تذکرہ کررہے ہیں تاکہ دُعاء کرنے والا اُن پر عمل کرلے اور اُس کی کوشش بارآور وکامیاب ہو۔ اسی طرح ان لوگوں کا بھی ذکر کررہے ہیں جو مستجاب الدعوات یا غیر مستجاب الدعوات ہیں تاکہ مستجاب الدعوات بننے اور غیر مستجاب الدعوات لوگوں کے افعال سے بچنے میں آسانی ہو۔

شرائطِ قبولیتِ دُعاء

① اکلِ حرام سے اجتناب:

دعاء کی قبولیت میں آدمی کی کمائی کو بہت اہمیّت حاصل ہے کہ داعی کا ذریعۂ معاش حلال ہو، یہ وہ کنجی ہے جس کے بغیر دُعاء کا تالا کھل ہی نہیں سکتا، حرام خورا گرچہ کعبہ میں بھی دُعاء کرے تو وہ قبول نہیں ہوتی، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّباً ، وَاَنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ)) .

" اللہ تعالیٰ خود پاک صاف اور ہر نقص وعیب سے منزّہ ہے [اس لیئے] پاک چیزوں کے علاوہ کچھ قبول نہیں فرماتا، اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو بھی انہی باتوں کا حکم دیا ہے جن کا نبیوں کو دیا تھا"۔

اللہ تعالیٰ کا نبیوں کے لیئے کیا فرمان ہے؟ وہ قرآنِ کریم سورۃ المؤمنون میں ہے :

﴿ يٰـاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صٰلِحاً اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴾ (١٠) ۔

"اے رسولو! کھاؤ اچھی [پاک اور حلال] چیزیں اور نیک عمل کرو، تم جو کچھ بھی کرتے ہو اسے میں خوب جانتا ہوں " ۔

اور اہلِ ایمان کو قرآن کریم سورۂ بقرہ میں حکم دیا :

﴿ يٰـاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ﴾ (١١)

" اے مومنو! ہم نے جو چیزیں تمہیں دی ہیں ان میں سے اچھی [پاک و

(١٠) سورة المؤمنون : ٥١ . (١١) سورة البقرة : ١٧٢ .

حلال] چیزیں کھاؤ [پیو]''۔

اِن دو آیات کی تلاوت کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ایک مثال ذکر کی :

((ثُمَّ ذَکَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْهِ اِلَی السَّمَآءِ :یَا رَبِّ یَا رَبِّ! وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِّیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِکَ)) (۱۲) ۔

'' پھر آپ ﷺ نے ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا جو لمبا سفر کرتا ہے، بال بکھرے ہوئے ہیں، کپڑے میلے کچیلے ہیں، آسمان کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہے [اور کہتا ہے:] اے میرے رب! اے میرے رب! جبکہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور اس کی پرورش [پہلے ہی سے] حرام سے ہوئی ہے، اب کہاں سے اس کی دُعا قبول ہو جائے گی؟ ''۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر وہ آدمی جس کا کھانا و لباس ہی حرام کا ہو، جس کے جسم کی رگ رگ اور ریشے ریشے میں حرام پیوست ہو چکا ہو، اس کی دعاء اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرے گا، جب تک کہ وہ اُس اکلِ حرام سے تائب ہو کر رزقِ حلال کا اہتمام نہیں کرے گا ۔

② خلوصِ کامل و حضورِ قلب:

قبولیّتِ دعاء کی دوسری شرط یہ ہے کہ داعی کا دل اخلاص، انابت، حضورِ قلب اور سوز و یقین سے معمور ہو، صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کا خیال دل و دماغ اور زبان پر ہو غیر کا خیال بالکل نہ ہو، کیونکہ دعاء فقط اسی کا نام نہیں کہ دو چار باتیں یاد کرلیں، اور نمازوں کے بعد ان کو صرف زبان سے یاد کیئے ہوئے سبق کی طرح پڑھ دیا جائے، یہ دعاء نہیں محض دعاء کی نقل ہے ۔

(۱۲) صحیح مسلم .

دعاء کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے دربار میں درخواست پیش کرنا ہے، جس طرح حاکم کے یہاں درخواست دیتے ہیں، کم ازکم دعاء اس طرح کرنا چاہیئے کہ درخواست دیتے وقت آنکھیں بھی اسی طرف لگی ہوئی ہوں، دل ہمہ تن اُدھر ہوتا ہے، صورت بھی عاجزوں کی سی بناتے ہیں، اگر زبانی کچھ عرض کرنا ہوتا ہے تو کیسے گفتگو کرتے ہیں؟ اور اپنی عرضی منظور کروانے کہ لیئے پورا زور لگاتے ہیں، اور اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہمیں آپ سے پوری امید ہے کہ ہماری درخواست پر پوری توجہ فرمائی جائے گی ، ایسے ہی اللہ تعالیٰ سے التجاء ودعاء کرتے وقت دل ودماغ اسی کی طرف ہو، اور پورے خلوص سے دعاء مانگی جائے ، کیونکہ دوسری عبادات کی طرح ہی دعاء والتجاء میں بھی خلوص اہم ترین شرط ہے جس کے بغیر کوئی بھی عمل قبول نہیں ہوتا ۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ بیّنہ میں فرمایا ہے :

﴿ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ ﴾ (۱۳)

” اور انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں اپنے دین کو اس کے لیئے خالص کر کے، بالکل یک سو ہو کر، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، یہی نہایت درست اور صحیح دین ہے “ ۔

دوسری جگہ سورۂ مؤمن میں کہا ہے :

﴿ هُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ﴾ (۱۴)

” وہی [اللہ تعالیٰ] زندہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کو تم پکارو اپنے دین کو اُسی کے لیئے خالص کر کے “

سورۂ حج میں ارشادِ الٰہی ہے :

---

(١٣) سورة البيّنه: ٥ . (١٤) سورة غافر: ٦٥ .

﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾(۱۵)

’’نہ ان[قربانیوں] کے گوشت اللہ کو پہنچتے ہیں نہ خون، مگر اسے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے‘‘۔

غفلت ولا پرواہی اور بے حضور دل سے مانگی ہوئی دعاء وفریاد اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا جیسا کہ ترمذی و مستدرک حاکم میں ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

(اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ) (۱۶)

’’اللہ کو پکارو جبکہ تمہیں قبولیّت کا مکمل یقین ہو اور یہ بات ذہن نشین کرلو کہ اللہ کسی ایسے شخص کی دعاء قبول نہیں کرتا جس کا دل غافل ولاپرواہ ہو‘‘

③ فرائض کی ادائیگی اور کبائر سے اجتناب:

قبولیّتِ دعاء کی شرائط میں سے تیسری شرط فرائض وواجبات کی ادائیگی بھی ہے کیونکہ ارکانِ اسلام یعنی نماز وروزہ، حج وزکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ کے ترک سے انسان اللہ تعالیٰ کا مجرم ومبغوض قرار پاتا ہے۔

فرائض وواجبات کے ساتھ ساتھ فواحش وکبائر، جرائم وآثام، شراب نوشی، حسد وکینہ، غرور وتکبّر، غیبت وچغلی، مکر وفریب، جھوٹ وقطع رحمی اور دیگر کبائر سے بھی اجتناب از حد ضروری ہے کیونکہ کتاب وسنت میں ان کی مذمّت وبرائی واضح طور پر آئی ہے۔

اور اگر ان میں سے ہر کسی کی مذمّت پر مشتمل آیات واحادیث ذکر کرنے لگیں گے تو بات بہت طول پکڑ جائے گی۔لہٰذا: عاقل را اشارہ............

---

(۱۵) سورة الحج : ۳۷ . (۱٦)ترمذی و مستدرك حاكم ۔

آدابِ دعاء

دعاء کی قبولیّت کی جس طرح چند شرطیں ہیں ، اُسی طرح ہی اس کے کچھ آداب بھی ایسے ہیں جو قبولیّتِ دعاء کیلئے مؤثّر ثابت ہوتے ہیں ، اور وہ آداب درجِ ذیل ہیں :

(۱)......طہارت ووضوء:

دعاء کرنے والا باوضوء ہو کیونکہ طہارت و پاکیزگی شریعت کی نظر میں جہاں نماز وتلاوت کیلئے لازمی ہے ، وہیں یہ خود بھی بہت پسندیدہ اور مطلوب صفت ہے۔ پاک صاف رہنے والے بندوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے جیسا کہ سورۃ التوبہ ، آیت:۱۰۸ میں ارشادِ الٰہی ہے :

﴿ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴾ .

"اور اللہ تعالیٰ پاک وصاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے"۔

اس لئے دعاء ومناجات سے پہلے وضوء کرلینا چاہیئے۔ سنن ابی داؤد ، نسائی ، صحیح ابن حبان اورمستدرك حاكم میں حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ، اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے ، میں نے آکر سلام کیا :

((فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتّٰى تَوَضَّأَ)) .

" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کرلینے تک اُن کے سلام کا جواب نہ دیا " ۔

پھر بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عُذر پیش کیا اور فرمایا :

((اِنِّي كَرِهْتُ أَنْ اَذْكُرَ اللّٰهَ اِلَّا عَلٰى طُهْرٍ [أَوْ قَالَ : عَلٰى الطَّهَارَةِ]))(۱۷)

(۱۷) صحيح ابی داؤد ۶/۱ ، حديث: ۱۳ ، الصحيحة : ۸۳۴ ۔

"مجھے یہ اچھا نہ لگا کہ میں طہارت ووضوء کے بغیر اللہ کا ذکر کروں ۔"

سلام کے جواب میں اگر وَ عَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ کہا جائے تو اس میں السَّلَام اسماءالحسنٰی میں سے اللہ کا ایک صفاتی نام اور اللّٰه اس کا ذاتی اسمِ جلالت ہے یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے سلام کا جواب دینے کو ذکرِ الٰہی سے تعبیر فرمایا ہے۔

اور چونکہ دعاء بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر وعبادت ہی ہے، جیسا کہ سنن اربعہ اور مسند احمد کی صحیح حدیث ذکر کی جا چکی ہے جس میں ہے :

((الدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)) .(۱۸)

" دعاء عبادت ہی ہے" ۔

اور مستدرك حاكم کے علاوہ الكامل ابن عدی میں حضرت ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الدُّعَآءُ))(۱۹)

"افضل ترین عبادت اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگنا ہے۔"

اور جب دعاء بھی اللہ کا ذکر اور اسکی عبادت ہے تو اس کے لیئے بھی طہارت و وضوء ہونا چاہیئے ۔

(۲)......استقبالِ قبلہ:

دعاء ومناجات کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا بھی ایک مستحب ومشروع عمل ہے ،اس لیئے کہ شریعتِ اسلامیہ نے نماز کیلئے قبلہ رخ ہونے کا حکم دیا ہے اور رسولُ اللہ ﷺ کا دعاء کرتے وقت بھی قبلہ کی طرف رُخ کرنا کئی احادیث سے ثابت ہے۔چنانچہ معجم طبرانی کبیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

(۱۸) دیکھیئے تخریج : ۲

(۱۹) صحیح الجامع الصغیر ۲۵۱/۱، حدیث:۱۱۲۲۔

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((اِنَّ لِکُلِّ شَیْئٍ سَیِّداً وَأَنَّ سَیِّدَ الْمَجَالِسِ قُبَالَةُ الْقِبْلَةِ)). (۲۰)

" ہر چیز کا کوئی سردار ہوتا ہے اور مجلس کی سردار جہتِ قبلہ ہے ۔"

جبکہ صحیح بخاری میں ہے :

((اِسْتَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْقِبْلَةَ فِيْ دُعَاءِ الإِسْتِسْقَاءِ))(۲۱)

"نبی ﷺ نے دعاء استسقاء [طلبِ بارش] کے وقت اپنا رُخِ انور قبلہ شریف کی طرف کرلیا ۔"

صحیح مسلم میں ہے :

((وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فِیْ دُعَائِهٖ یَوْمَ بَدْرٍ)) (۲۲)

" نبی ﷺ نے غزوۂ بدر کے موقع پر دعاء کرتے وقت اپنے رُخِ زیبا کو قبلہ کی طرف کرلیا " ۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ یہ بات مسنون اور آدابِ دعاء میں سے ہے کہ دعاء کرتے وقت بندہ قبلہ رُو ہو۔

(۳)......دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھانا:

دعاء کرنے کیلئے اپنے دونوں ہاتھوں کو اُوپر تقریباً چہرے یا کندھوں کے برابر تک اٹھایا جائے، اس لئے کہ یہ گداگر کی حالت کے مشابہ ہے، جیسے فقیر کسی دروازے پر کھڑے ہو کر سوال کرتا ہے۔ اور اپنا کاسہ خیرات لینے کیلئے آگے بڑھا دیتا ہے۔ اُسی

(۲۰) بحوالہ صحیح الاذکار ۔ ابو عبیدہ عبد العزیز الماجد ، ابو ظهبی۔

(۲۱) بخاری مع الفتح ۱۱/ ۱٤۸

(۲۲) صحیح مسلم بحوالہ فتح الباری ۱۱/ ۱٤۸۔

طرح بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھوں کا پیالہ خیرات کیلئے بڑھا دیتا ہے۔(۲۳)

جبکہ ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مستدرك حاكم اورمسند احمد میں حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((اِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحِيْ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ اِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ)) (۲۴)

” اللہ تعالیٰ بہت ہی زیادہ حیادار ہے، وہ اس بات سے شرماتا ہے کہ اپنے بندے کے اُٹھے ہوئے ہاتھوں کو خالی و نامراد واپس لوٹا دے “ ۔

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعاء والتجاء کے وقت ہاتھ اُٹھانا سنت ہے، اور یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے :

((لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْئٍ مِّنَ الدُّعَاءِ اِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ))

” نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعاء کرتے وقت اپنے ہاتھوں کو اُوپر نہیں اُٹھاتے تھے۔ سوائے دعاء استسقاء کے وقت “

تو اس حدیث سے مطلقاً ہاتھ اٹھانے کی نفی مراد نہیں بلکہ رفع الیدین فی الاستسقاء کی طرح مبالغہ کرنے کی نفی مراد ہے ۔ جیسا کہ بلوغ المرام کی شرح سبل السلام میں علاّمہ یمانی امیرِ صنعانی نے وضاحت کی ہے۔(۲۵)

ملاحظہ:

یہاں یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ ہاتھ اُٹھا کر دعاء کرنا اس وقت

(۲۳) حاشیہ مشکوٰۃ مترجم از مولانا محمد سلیمان کیلانیؒ ۲/ ۴۰۸ ۔

(۲۴) ترمذی مع تحفة الاحوذی ۹/ ۳۸۱ ، صحیح الجامع، حدیث:۱۷۵۷۔

(۲۵) سُبل السلام شرح بلوغ المرام ۴/ ۲۱۹۔

آدابِ دعاء سے ہوگا، جب دعاء سے مقصد حاجت براری ہو۔ ہر دعاء اور ذکر اذکار میں ہاتھ اُٹھانا ادب نہیں ہے جیسے کسی دعاء کو بہ نیّتِ ذِکر پڑھنا، یا صبح وشام کی دعائیں خواب و بیداری، دخولِ بیت الخلاء، خروجِ بیت الخلاء، دخولِ مسجد وخروجِ مسجد، قیام عن المجالس اور دخولِ بازار وغیرہ کی دعائیں، ان دعاؤں میں ہاتھ اُٹھانا خلافِ ادب ہے۔(۲۶)

(۴)......ہاتھ اٹھانے کی کیفیت :

دعاء کیلئے ہاتھ اس انداز سے اُٹھائے جائیں کہ ہاتھوں کی پُشت قبلہ کی طرف ہو اور اُن کا اندرونی حِصّہ اپنے چہرے کی طرف یعنی دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں چہرے کے سامنے ہوں۔اس سلسلہ میں حضرت مالک بن یسار السکونی رضی اللہ عنہ سے سنن ابی داؤد میں روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ فَاسْئَلُوْہُ بِبُطُوْنِ أَکُفِّکُمْ وَلاَ تَسْئَلُوْہُ بِظُھُورِھاَ))(۲۷)

”جب تم اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگو تو اپنی ہتھیلیوں سے مانگو، ہتھیلیوں کی پُشت سے نہ مانگو“۔

ایسے ہی ابو داؤد، ابن ماجہ، معجم طبرانی کبیر اور مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث کے الفاظ یہ ہیں :

((سَلُوا اللّٰہَ بِبُطُونِ أَکُفِّکُمْ وَلَا تَسْأَلُوْہُ بِظُھُورِھَا)).(۲۸)

---

(۲۶) احکامِ دعاء بحوالہ التحقیق الحسن فی نفی الدعاء الاجتماعی بعد الفرائض و السنن، ص:۲۱۳ ازمولانا حکیم عمادالدین قریشی، طبع کوئٹہ۔

(۲۷) صحیح الجامع ۱۶۳/۱، الصحیحۃ :۵۹۵، ابو داؤد مترجم از علاّمہ وحید الزمان ۵۵٤/۱، صحیح ابی داؤد :۱۳۳۵۔

(۲۸) صحیح ابی داؤد ۲۷۸/۱، الصحیحۃ ۱٤٦/۲، صحیح الجامع ٦٧٩/۱.

"اللہ سے ہتھیلیوں کے رُخ مانگو۔ اُلٹے ہاتھوں نہ مانگو"۔

اور انہی الفاظ کی ایک حدیث حِلیۃ الأولیاء ابو نعیم، ابن ابی شیبہ اور معجم طبرانی کبیر میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔(۲۹)

جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں:

((وَ امُسَحُوا بِهَا وَجُوهَكُمُ)). (۳۰)

"اور پھر ہاتھوں کو اپنے چہروں پر پھیر لو"۔

لیکن چہرے پر ہاتھ پھیرنے والے حصّہ کو انتہائی ضعیف [واهـی] اضافہ قرار دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بائع الملوک عزّ الدّین ابن عبدالسلام نے لکھا ہے:

(لَا يَمُسَحُ وَجُهَهُ اِلَّا جَاهِلٌ).

"چہرے پر ہاتھ صرف جاہل ہی پھیرتا ہے"۔(۳۱)

غرض چہرے پر ہاتھ پھیرنے کے موضوع پر کچھ آگے چل کر قدرے تفصیل سے بھی گفتگو کریں گے۔ اِنُ شَآءَ اللّٰهُ

(۵)......اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور نبی اکرم ﷺ پر درود سے دعاء کی ابتداء :

دعاء سے پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی جائے اور نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھا جائے اور پھر دعاء کی جائے کیونکہ سنن ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، اور مسند احمد میں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کے ایک آدمی کو نبی مکرّم ﷺ نے نماز کے بعد دعاء و مناجات کرتے ہوئے سنا، اس نے درود پاک نہیں پڑھا تھا، تو رسولُ اللہ ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا:

((اِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ فَلُيَبُدَأُ بِتَحُمِيُدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيُهِ ثُمَّ

(۲۹) الصحيحة :۵۹۵، صحيح الجامع ۶۷۹/۱۔

(۳۰) صحيح الجامع ۱۶۳/۱، الصحيحة ۱۴۵/۲ ۔۱۴۷۔

(۳۱) حوالہ جات سابقہ و مشکوٰۃ :۲۲۴۳، ۲۲۴۵

لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لِيَدْعُ بَعْدُ مَا شَآءَ)) . (٣٢)

” جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اسے چاہیئے کہ اللہ کی حمد وثناء سے شروع کرے، پھر نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھے اور پھر اپنے لیئے جو دعاء چاہے مانگے “ ۔

اور ایک دوسری حدیث نسائی، ابن حبان، معجم طبرانی اوسط، شعب الایمان بیھقی اور مسند الفردوس دیلمی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس میں ہے :

((كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوبٌ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ)) . (٣٣)

” نبی ﷺ پر درود پڑھے جانے تک ہر دعاء رُکی رہتی ہے “ ۔

(٦)......توبہ واقرارِ گناہ :

بندہ اپنے گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کرکے توبہ واستغفار کرے اور اپنے رب سے یہ عہد کرے کہ وہ آئندہ ان گناہوں کا ارتکاب نہیں کرے گا ۔ چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام کا قصّہ قرآنِ پاک میں معروف ہے کہ انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں اپنی خطاء کا اعتراف کیا اور نجات کیلیئے دعاء کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء کو شرفِ قبولیّت سے نوازا اور انہیں مچھلی کے پیٹ سے نجات دلائی جیسا کہ سورۃ الانبیاء، آیت: ۸۷ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَذَا النُّونِ اِذْ ذَهَبَ مُغٰضِباً فَظَنَّ أَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ﴾

(٣٢) صحیح ابی داؤد: ١٣٣١، جامع الاصول ١٤٧/٤، صحیح الجامع ١٧٢/١

(٣٣) صحیح الجامع ٨٣٢/٢، حدیث: ٤٦٢٣ ، الصحیحة : ٥٣٠٢ ۔

’’مچھلی والے [یونس علیہ السلام] کو یاد کرو! وہ غصہ سے چل دیا اور خیال کیا کہ ہم اسے نہ پکڑ سکیں گے۔ بالآخر وہ اندھیروں کے اندر سے پکار اٹھا کہ الٰہی! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں ہو گیا‘‘۔

اس پر اللہ تعالیٰ اس سے اگلی ہی آیت: ۸۸ میں فرماتے ہیں:

﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ﴾

’’تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اُسے غم سے نجات دے دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچا لیتے ہیں‘‘۔

صحیح بخاری اور مسند احمد میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ بندہ جب گناہ کر بیٹھے اور یہ کہے:

((رَبِّ أَذْنَبْتُ [أَصَبْتُ]ذَنْباً ، فَاغْفِرْ)).

’’اے اللہ! میں نے گناہ کر لیا ہے، مجھے بخش دے‘‘۔

اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

((أَعَلِمَ عَبْدِيْ أَنَّ لَهُ رَبّاً يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَ يَأْخُذُ بِهِ)).

’’کیا میرے بندے کو اس بات کا علم ہے کہ اسکا رب ہے جو گناہ بخشتا اور اُن پر پکڑ لیتا ہے؟‘‘۔

اور پھر فرماتا ہے:

((غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ))

’’میں نے اپنے بندے کو بخش دیا‘‘ (۳۴)

(۷)......اعمالِ صالحہ کا وسیلہ:

اپنے اعمالِ صالحہ کے وسیلے کے ساتھ دعاء کی جائے کیونکہ خلوصِ نیّت کے

(۳٤) صحیح بخاری مع الفتح ۱۳/٤٧٤ ، صحیح الجامع ۱/٤٢٣، حدیث :۲۱۰۹۔

ساتھ کیئے گئے اعمالِ صالحہ کے وسیلہ کے ساتھ دعاء والتجاء کرنا بھی قبولیّتِ دعاء کے لیئے انتہائی مؤثّر ہے جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں اصحابِ غاروالا واقعہ مذکور ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پہلے زمانہ میں تین آدمی اپنے کسی سفر میں نکلے، رات کا وقت تھا تو اچانک آندھی اور بارش آگئی۔ ان تینوں نے آندھی و بارش سے بچنے کیلیئے ایک پہاڑ کی غار میں پناہ لی۔ طوفان و بارش کی وجہ سے ایک بہت بڑا پتھّر لڑکھڑاتا ہوا اُسی غار کے منہ پر آ گیا جس میں یہ تینوں داخل ہوئے تھے اور غار کا منہ بند ہوگیا تو اُس وقت اُن تینوں نے مشورہ کیا اور کہا :

((لَا یُنَجِّیَنَّکُم مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ اِلَّا أَنْ تَدْعُو ا اللّٰهَ بِصَالِحِ أَعْمَالِکُمْ))

"اس بڑی چٹان سے نجات پانے (اور بچنے) کا سوائے اس کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ تم اپنے نیک اور خالص عملوں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعاء کرو"۔

انہوں نے خالص اللہ کی رضاء کیلیئے کیئے ہوئے اپنے اپنے اعمال کے وسیلہ سے دُعاء و پکار کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی مشکل کو حل کر دیا، چٹان راستے سے ہٹ گئی اور انہیں نجات ملی۔ اُن تینوں کے اُن اعمال کی تفصیلات بھی صحیح بخاری و مسلم میں مذکور ہیں۔(۳۵)

(۸)......اسماءُ الحُسنیٰ کے ساتھ دعاء:

اللہ تعالیٰ کے اسماء حُسنیٰ کے ساتھ دعاء کی جائے کیونکہ اللہ کے اسماء حُسنیٰ کے ساتھ اس سے جو بھی فریاد و دعاء کی جائے گی اسے ان شآءاللہ درجۂ قبولیّت بھی ضرور حاصل ہوگا۔ سورۂ اعراف، آیت: ۱۸۰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

(۳۵) دیکھیئے: بخاری مع الفتح ۴۱۸/۱۔

﴿ وَلِلّٰهِ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ﴾ .

’’ اللہ تعالیٰ کے بہت اچھے اچھے نام ہیں اسے اُنہی ناموں سے پکارو ‘‘۔

قرآنِ کریم کے یہ الفاظ اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں اور اپنی مخلوق پر انتہائی مہربان و کرم فرما ہے جو کہ اپنے سے مانگنے کا حکم بھی دیتا ہے اور اس کا طریقہ بھی خود ہی تعلیم فرماتا ہے۔ اسماء حُسنیٰ بے شمار و لا تعداد ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے کلمات کی کوئی انتہاء نہیں، ایسے ہی اس کے اسماءِ حُسنیٰ کی بھی کوئی انتہاء نہیں ہے۔

البتہ ان میں سے ننانوے (۹۹) اسماء حُسنیٰ معروف ہیں جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم، جامع ترمذی، ابن ماجه، ابن حبان، مسند احمد، مستدرك حاكم، شرح السُّنّه بغوی اور تاریخ ابن عساکر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی وہ حدیث، جس میں ہے کہ:

’جس نے اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) ناموں کو یاد کیا وہ جنّت میں داخل ہوگا‘‘

اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے اسماءِ حُسنیٰ کے ساتھ پکارا جائے۔

قرآنِ مجید کی سورۂ بنی اسرائیل، آیت: ۱۱۰ میں ارشادِ الٰہی ہے :

﴿ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ أَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴾

’’کہہ دیں کہ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو بلاؤ، کسی بھی نام سے بلاؤ (صحیح ہے) کہ اسکے تو بہت سے اسماءِ حُسنیٰ ہیں‘‘۔

ایسے ہی سورۂ طٰہٰ، آیت: ۸ اور سورۂ حشر، آیت: ۲۴ میں بھی بعض اسماءِ حُسنیٰ کا ذکر آیا ہے۔

ان آیاتِ قرآنیہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسماءِ حُسنیٰ کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکارا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے اُن مخصوص ناموں سے جو قرآن وحدیث میں کہیں بھی اضافتِ عبد کے ساتھ غیرُ اللہ کیلئے استعمال ہوئے ہیں، اُن ناموں سے اضافتِ عبد کے بغیر کسی مخلوق کو نہیں پکارنا چاہیئے۔ مثلاً اگر کسی کا نام عبدالرّزاق اور عبدالقدّوس ہے تو اس آدمی کو قدّوس اور رزّاق کہہ کر آواز نہ دی جائے بلکہ عبدالقدّوس اور عبدالرّزاق ہی کہنا چاہیئے۔

ایک وضاحت :

یہاں یہ وضاحت کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ صحیح بخاری ومسلم میں اللہ کے ننانوے (۹۹) ناموں کا صرف عدد آیا ہے جبکہ بعض کتبِ حدیث ترمذی وغیرہ میں عدد کے ساتھ ساتھ نام بھی وارد ہوئے ہیں لیکن ترمذی کی سند ضعیف ہے اور ننانوے کے عدد سے بعض اہلِ علم کو غلط فہمی ہوئی جیسے کہ علاّمہ ابن حزم ہیں۔(۳۶)

انھیں اور عوام النّاس میں تو معروف ہی یہی ہے کہ اللہ کے صرف ننانوے ہی نام ہیں جبکہ یہ صحیح نہیں۔ اسی طرح بعض لوگوں نے کہا کہ اللہ کے نام تین سو، کسی نے کہا ایک ہزار اور کسی نے انبیاء ورسل کی تعداد کے برابر اسماءِ حُسنیٰ قرار دیئے ہیں جبکہ یہ بھی صحیح نہیں اور صحیح تر بات جمہورِ اہلِ علم والی ہے کہ جس طرح اللہ کے کلمات کی کوئی حد وانتہاء نہیں اُسی طرح اس کے اسماءِ حُسنیٰ کی گنتی بھی لاتعداد و بے شمار ہے۔ جیسا کہ صحیح ابن حبان ، مسنداحمد، مسند ابو یعلیٰ، مستدرك حاكم اور عمل اليوم و الليلة ابن السنى کی ایک حدیث سے بھی اسی بات کا پتہ چلتا ہے۔(۳۷)

(۳۶) المحلّٰى ابن حزم ۳۰/۱، ۳۱/۸ ۔

(۳۷) الصحيحة : ۱۹۹، مجمع الزوائد ۱۰/۵، ۱۳۹ ـ ۱۴۰ ، تفسير ابن كثير ۳۵۷/۲ـ۳۵۸ تفسير سورة الاعراف، آیت: ۱۸۰، مزید تفصیل کیلئے دیکھیئے: ہماری کتاب "ذکرِ الٰہی" ص:۴۲۷ تا ص: ۴۵۲ ۔

(۹)...... پہلے اپنے لیئے دعاء کریں :

دعاء کا آغاز وابتداء اپنی ذات سے کرنا مسنون ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یوں دعاء فرمائی:

﴿ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴾ (۳۸)

”اے میرے پالنے والے! مجھے نماز کا پابند رکھ اور میری اولاد سے بھی، اے ہمارے رب میری دعاء قبول فرما۔ اے ہمارے پروردگار! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی بخش اور دیگر مومنوں کو بھی بخش جس دن حساب ہونے لگے“

اور نوح علیہ السلام نے اس طرح دعاء مانگی :

﴿ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِناً وَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَاراً ﴾ (۳۹)

”اے میرے پروردگار! تو مجھے اور میرے ماں باپ اور جو بھی ایماندار ہو کر میرے گھر میں آئے اور تمام مومن مردوں اور کل ایماندار عورتوں کو بخش دے اور کافروں کو سوائے بربادی کے اور کسی بات میں نہ بڑھا“۔

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی امّت کو یہی طریقہ سکھلایا ہے جیسا کہ ابو داؤد، ترمذی، سنن نسائی، مستدرک حاکم اور صحیح ابن حبان میں حضرت ابیؓ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

---

(۳۸) سورۃ ابراھیم: ۴۰۔۴۱ ۔

(۳۹) سورۃ نوح: ۲۸ ۔

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا ذَكَرَ اَحَدًا فَدَعَا لَهٗ بَدَءَ بِنَفْسِهٖ))(۴۰)

”نبی ﷺ جب کسی کا ذکر فرماتے اور اس کیلئے دعاء فرماتے تو دعاء کا آغاز اپنے آپ سے فرماتے تھے“۔

جبکہ معجم طبرانی میں حضرت ابوایوب انصاری سے رضی اللہ عنہ مروی حدیث کے یہ الفاظ بھی ہیں:

((كَانَ اِذَا دَعَا بَدَأَ بِنَفْسِهٖ)) (۴۱)

”نبی اکرم ﷺ دعاء کا آغاز اپنی ذات سے فرماتے تھے“۔

یعنی دُعاء کا آغاز اپنی ذات سے کریں، پہلے اپنے لیئے مانگیں پھر اپنے والدین اور دوست واحباب کے لیئے اور پھر دیگر تمام اہلِ اسلام کو بھی اپنی دعاء میں شامل کرلیں۔

(۱۰)......جامع دعاء کرنا:

اللہ تعالیٰ سے جامع قسم کی دعائیں کریں یعنی جن کے الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوں اور ان الفاظ میں دین ودنیا کی بھلائیاں آجائیں جیسا کہ ابو داؤد، ابن حبان، مسند احمد اور مستدرک حاکم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے :

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدَعُ مَا سِوَى ذَالِكَ))(۴۲)

(۴۰) صحیح ترمذی :۳۶۹۶، صحیح الجامع الصغیر ۸۶۱/۲، مشکوٰۃ ۶۹۷/۲ ۔

(۴۱) صحیح الجامع ۸۶۱/۲ .

(۴۲)جامع الاصول ۱۶۳/۴ ،صحیح ابی داؤد:۱۳۳۲ ، صحیح الجامع ۸۸۷/۲، مشکوٰۃ ۶۹۵/۲۔

"نبی اکرم ﷺ جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے اور اُن کے ماسوا کو چھوڑ دیتے تھے"۔

(۱۱)......مخفی طریقے سے دعاء کریں:

دعاء ومناجات آہستہ آہستہ کرنی چاہیئے کیونکہ آہستہ دعاء کرنے میں بہ نسبت بلند آواز سے دعاء کرنے کے زیادہ عاجزی وانکساری ہوتی ہے، ریا کاری ودکھلاوے کا خطرہ وخدشہ نہیں ہوتا جس کے آجانے سے اجر وعمل کا کوئی وزن نہیں رہتا، چنانچہ سورۂ اعراف، آیت:۵۵ میں ارشادِ ربانی ہے :

﴿ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ﴾.

"اپنے پروردگار کو گڑ گڑا کر اور پوشیدگی سے پکارو"۔

اور سورۂ مریم، آیت:۳ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک صالح بندے (حضرت زکریا علیہ السلام) کی دعاء کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے :

﴿ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴾.

"جب اُس نے اپنے پروردگار کو خفیہ طریقہ سے (چپکے چپکے) پکارا "۔

اس سلسلہ میں نبیٔ رحمت ﷺ کا ایک فرمانِ عالی شان بھی ہے جو کہ صحیح بخاری ومسلم ، سنن ابی داؤد، ابن خزیمہ، مسند احمد اور السنّہ ابن ابی عاصم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، کچھ آدمی بلند آواز سے تکبیریں کہہ رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ اِرْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِباً اِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعاً قَرِيْباً وَّ هُوَ مَعَكُمْ وَالَّذِیْ تَدْعُوْنَهٗ أَقْرَبُ اِلٰى أَحَدِكُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَتِهٖ)).(۴۳)

(۴۳) مشکوٰۃ ۷۱۳/۲، صحیح الجامع ۱۲۹۸/۲ ۔

’’اے لوگو! اپنی جانوں پر نرمی کرو، تم کسی بہرے یا غائب کو تو نہیں پکارتے تم سننے والے اور دیکھنے والے کو پکارتے ہو، اور وہ ہر وقت تمہارے ساتھ ہے اور جسے تم پکار رہے ہو۔ وہ تمہاری سواری کی گردن سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہے‘‘۔

(۱۲)......دعائیہ کلمات اصرار و تکرار سے بار بار کہیں:

دعاء کرتے وقت دعاء کے الفاظ دو دو تین تین مرتبہ دہرائیں، بار بار کہیں جیسے کوئی آدمی اللہ تعالیٰ سے رزق مانگتا ہے تو صرف ایک مرتبہ ہی ’’ **اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ** ‘‘ کہہ کر نہ چھوڑ دے بلکہ ان الفاظ کو بار بار کہیں، کم از کم تین مرتبہ کہیں :

((اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ ،اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ، اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ)).

’’اے اللہ! ہمیں رزق دے، اے اللہ! ہمیں رزق دے، اے اللہ! ہمیں رزق دے ‘‘

جیسا کہ صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

((کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا دَعَا کَرَّرَ ثَلَاثاً)). (۴۴)

’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دعاء فرماتے تو دعائیہ کلمات کو تین تین مرتبہ دہراتے تھے‘‘

جبکہ ابو داؤد و نسائی اور صحیح ابن حبان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُعْجِبُہٗ أَنْ یَّدْعُوَ ثَلَاثاً وَ یَسْتَغْفِرَ ثَلَاثاً)). (۴۵)

---

(٤٤) بحواله فتح البارى ١٩٧/١١

(٤٥) جامع الاصول ١٦٣/٤ شیخ ارناؤوط نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

''نبی ﷺ اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ آپ دعاء فرمائیں تو تین تین مرتبہ اور مغفرت طلب کریں تو بھی تین تین مرتبہ'' ۔

(۱۳)......کثرت سے دعاء مانگیں:

اللہ تعالیٰ سے بکثرت دُعاء کریں۔ ہر حالت میں، تنگ دستی ہو یا خوشحالی، اللہ تعالیٰ سے دعاء وعبادت کا تعلّق قائم رکھیں۔ جو آدمی خوش حالی وآسودگی میں تو دعاء وفریاد نہیں کرتا لیکن جیسے ہی کسی مصیبت و پریشانی میں گرفتار ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ سے لمبی لمبی دعائیں کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ایسا آدمی تو صرف مطلب کا ساتھی ہوتا ہے۔ اور زیادہ تر لوگ اسی کمزوری کا شکار ہوتے ہیں۔ قرآنِ کریم سورۂ زمر، آیت:۸ میں اللہ تعالیٰ نے اسی طبعی کمزوری یا انسانی طبیعت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِیْباً اِلَیْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِیَ مَا كَانَ یَدْعُوْا اِلَیْهِ مِنْ قَبْلُ وَ جَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَاداً لِّیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ﴾.

''انسان پر جب کوئی آفت آتی ہے تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اُسے پکارتا ہے، پھر جب اس کا رب اُسے اپنی نعمت سے نواز دیتا ہے تو وہ اس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس پر وہ پہلے پکار رہا تھا، اور دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر ٹھہرانے لگتا ہے تاکہ لوگوں کو اُس (اللہ) کے راستے سے گمراہ کرے'' ۔

مطلب یہ ہے کہ مجبوری وتنگدستی میں تو سبھی لوگ اللہ تعالیٰ سے تعلّق قائم کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس آدمی کی دعاء زیادہ قدر والی ہوتی ہے جو آسائش وآسانی اور آسودگی وخوش حالی کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کو نہیں بھولتا۔ کیونکہ نمک حلال و وفادار وہی غلام ہوتا ہے جو کسی بھی حال میں اپنے آقا و مالک کو نہ

بھولے۔جامع ترمذی اورمستدرك حاكم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِنبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيبَ اللّٰهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَ الْكُرَبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ)).(۴۶)

”جو یہ چاہتا ہے کہ سختیوں اور تنگدستیوں کے زمانے میں اللہ تعالیٰ اُس کی دعاء قبول فرمائے ،اُسے خوشحالی کے زمانے میں کثرت سے دعاء کرتے رہنا چاہیئے“۔

حالات خواہ کیسے ہوں، دعاء و مناجات کی کثرت کریں۔ کیونکہ آپ ایسی ذات سے سوال کررہے ہیں جس کے خزانے کبھی ختم نہیں ہوسکتے ۔ جو عطاء کرتے کبھی نہیں تھکتا۔اوراللہ تعالیٰ کا محبوب ترین بندہ وہی ہے جوسوال کرتے کبھی نہ تھکے۔

سنن ترمذی میں ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُسْأَلَ وَ أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ)).(۴۷)

”اللہ سے اس کا فضل وکرم طلب کرو۔اللہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اُس سے سوال کیا جائے۔اور افضل عبادت کشائش کا انتظار کرنا ہے“۔

صحیح ابن حبان میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ارشادِنبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((اِذَا سَأَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيُكْثِرْ فَإِنَّمَا يَسْأَلُ رَبَّهُ)) .(۴۸).

”جب تم میں سے کوئی شخص سوال کرے تو اسے چاہیئے کہ بکثرت (اور بڑی

(٤٦) صحيح الجامع الصغير ٦٢٩٠ و الصحيحة ٥٩٣ ـ

(٤٧) جامع الترمذی مع التحفه ١٧/١٠

(٤٨) سلسلة الاحاديث الصحيحة:٣١٦/٣، صحيح الجامع ١٦٣/١ .

بڑی) چیزوں کا سوال کرے، کیونکہ وہ اپنے رب سے سوال کرتا ہے‘‘۔ (جو ہر چیز پر قادر ہے)

(۱۴)...... مسنُون الفاظ سے دُعاء کرنا:

اپنی کسی بھی حاجت و ضرورت کے وقت جب بھی اللہ تعالیٰ سے دعاء والتجاء کریں تو مسنون الفاظ سے کریں، جو قرآنِ کریم اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہوں، من گھڑت مناجات اور موضوع اوراد و وظائف سے بچیں۔ کیونکہ نبیِ رحمت ﷺ نے اپنے خالق و مالک سے جن الفاظ سے دعائیں کی ہیں اُن سے زیادہ مؤثّر زبان اور بلیغ الفاظ کوئی لا ہی نہیں سکتا۔ اور پھر ہر انسان کو روز مرّہ زندگی میں پیش آنے والی تقریباً جتنی بھی ضروریات و حوائج ہیں، ان سب کے متعلّق زبانِ رسالت مآب ﷺ سے نکلی ہوئی بے شمار دعائیں موجود ہیں۔

اور صحیح احادیث سے بھی ثابت ہیں، تو پھر دعائے گنج العرش، دعائے سریانی، دعائے قدح، درودِ تاج، درودِ لکھی، تنجینا، درودِ ماہی، درودِ مقدّس اور درودِ اکبر وغیرہ کے نام سے عام بِکنے والے درود و دعائیں پڑھنے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے؟ جب کہ یہ سارے درود اور دعائیں اور ان کے الفاظ و ترتیب صحاح و سنن اور کتبِ حدیث کے مکمل ذخیرے میں قطعاً موجود نہیں ہے۔ بلکہ نا معلوم ملاّؤں نے از خود یہ مقفّع و مسجّع عبارات وضع کر کے مسلمانوں میں پھیلا دی ہیں تا کہ مسلمان قرآن و سنّت سے ثابت شُدہ دعائیں نہ مانگ سکیں۔ حالانکہ دین کے نام سے کوئی بھی چیز وضع کرنے یا گھڑنے کا اختیار کسی بھی فردِ بشر کو تفویض نہیں کیا گیا ہے۔

(۱۵)...... معصیّت و گناہ اور قطع رحمی کی دعاء نہ کرنا:

اللہ تعالیٰ سے کسی ایسی چیز کی دعاء ہرگز نہ کریں جسے شریعت نے جُرم و گناہ اور ظلم قرار دیا ہو، جس سے کسی کی حق تلفی یا قطع رحمی و قطع تعلّقی ہوتی ہو۔ مثلاً یہ دعاء کرنا کہ

اے اللہ ! میرے اور فلاں رشتہ دار میں جدائی ڈال دے، یا یہ کہ اے اللہ ! مجھے سینما دیکھنے کی توفیق دے یا فلاں جگہ سے چوری کرنے میں میری مدد فرما، ایسی دعائیں مانگنا ناجائز ہے۔ کیونکہ ایسی دعائیں بارگاہِ الٰہی میں قبولیّت سے ہمکنار نہیں ہوتیں، جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ)).(۴۹)

''بندے کی دعاء اگر گناہ یا قطع رحمی پر مشتمل نہ ہو تو وہ دعاء قبول کی جاتی ہے''۔

مؤمن بندے کی زبان سے نکلی ہوئی دعاء کبھی بھی بیکار نہیں جاتی، یا تو اُس کی دعاء کو اُسی وقت قبول کرلیا جاتا ہے، یا اس کی دعاء کو اس کی آخرت کیلئے ذخیرہ کرلیا جاتا ہے، یا اس کی دعاء کی وجہ سے کسی آنے والی مصیبت کو اُس انسان سے دور کردیا جاتا ہے، بشرطیکہ دعاء کرنے والا ظلم و جرم کی دعاء نہ کرے۔ چنانچہ مسند احمد و بزار، ابی یعلیٰ اور مستدرك حاکم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((مَامِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيْهَا اِثْمٌ وَ لَا قَطِيْعَةُ رَحِمٍ اِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا اِحْدَىٰ ثَلَاثٍ :اِمَّا أَنْ يُعَجِّلَ لَهُ دَعْوَتَهُ وَ اِمَّا أَنْ يُوَخِّرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ وَ اِمَّا أَنْ يُصْرَفَ عَنْهُ السُّوْءَ مِثْلَهَا)).(۵۰)

''جو بھی مسلمان کوئی دعاء کرتا ہے۔ جس میں کوئی برائی نہ ہو، اور نہ رشتہ داروں کے ساتھ قطع تعلّق ہوتی ہو تو اللہ اُس دعاء کے بدلے ان تین باتوں

(۴۹) مشکوٰۃ ۶۹۲/۲ ۔

(۵۰) مشکوٰۃ ۶۹۷/۲ شیخ البانی نے اس کی سند پر کوئی کلام نہیں کیا ،الترغیب و الترهیب للمنذری اردو ترجمہ از مولانا عبداللہ دہلوی ۱۹۴/۴/۲ ۔

میں سے کوئی ایک ضرور عطاء فرماتا ہے :

- یا تو قریب ہی میں اس کی مانگ پوری فرما دیتا ہے۔
- یا اُسے آخرت کیلئے محفوظ رکھ لیا جاتا ہے۔
- یا [اُس کے بدلے] اُس بندے کی اُسی دعاء کے برابر کوئی آفت و مصیبت دور کر دی جاتی ہے۔''

(۱۶)......دعاء کی قبولیّت کیلئے بے صبری کا مظاہرہ نہ کرنا:

دعاء کی قبولیّت کیلئے بے صبری کا مظاہرہ نہ کیا جائے یعنی اگر آپ مسلسل اللہ تعالیٰ سے فریاد و دعاء کر رہے ہیں لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکل رہا، اور دعاء جلدی قبول نہیں ہو رہی تو بے صبری اور بیقراری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دعاء ترک نہ کر دیں بلکہ دعاء کو مسلسل جاری رکھیں۔ یوں سمجھئے کہ جب تک کھانا اچھی طرح پک کر تیار نہ ہو جائے اور بچے کے کھانے کا وقت نہ ہو جائے، ماں اپنے بچے کو کھانا نہیں دیتی کیونکہ ماں جانتی ہے کہ کون سا وقت بچے کو کھانا دینے کیلئے مناسب و بہتر ہے اور کون سا نہیں، لیکن بچہ اپنی نادانی کی وجہ سے روتا اور ضد کرتا ہے کیونکہ وہ دیر کی مصلحت کو نہیں سمجھتا۔

ایسے ہی انسان بہت سی دعاؤں کو اپنے لیئے بہتر و مفید سمجھ کر مانگتا ہے اور بہت سی تکلیفوں کو وہ ناپسند کرتے ہوئے اُن سے دور ہونے کی دعاء کرتا ہے حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ، آیت: ۲۱۶ میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ عَسیٰٓ اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَ عَسیٰٓ اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾

''ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو، اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو، اور یہ

[بھی] ممکن ہے کہ تم کسی امر کو بہتر سمجھو حالانکہ وہ تمہارے حق میں [باعثِ] خرابی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ [تمہارے نفع ونقصان کی چیزوں کو خوب] جانتا ہے اور تم [اس کو پوری طرح] نہیں جانتے''۔

بسا اوقات انسان دعاء کی عدمِ قبولیّت کی وجہ سے بے صبری کا مظاہرہ کرتا ہے اور دعاء کو ترک کر دیتا ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ رسالت مآب ﷺ ہے:

((يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَالَمْ يُعَجِّلْ يَقُوْلُ : دَعَوْتُ فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِيْ)) (۵۱)

''آدمی کی دعاء اس وقت تک قبول ہوتی رہتی ہے جب تک کہ وہ بے صبری ظاہر نہ کرے [بے صبری یہ ہے کہ دعاء کا اثر ظاہر ہونے میں دیر لگے تو] وہ کہنے لگتا ہے: میں نے دعاء کی تھی، قبول نہیں ہوئی''۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں مزید تفصیل بھی ہے اور اسکے الفاظ یہ ہیں:

((يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ)).

''بندے کی دعاء قبول ہوتی رہتی ہے بشرطیکہ کسی گناہ یا کسی قطع تعلّق کی دعاء نہ ہو، جب تک وہ جلد بازی و بے صبری نہ دکھانے لگے''۔

کسی نے پوچھا! اے اللہ کے رسول ﷺ! استعجال [جلد بازی و بے صبری] کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ يُسْتَجَابُ لِيْ فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذَالِكَ وَ يَدَعُ الدُّعَاءَ)). (۵۲)

(۵۱) جامع الاصول ۱۶۳/۴ ۔

(۵۲) جامع الاصول ۱۶۴/۴، مشکوٰۃ ۶۹۲/۲

''آدمی یہ کہنے لگے کہ میں دعاء کرتا رہا مگر مجھے تو قبول ہوتے نظر نہیں آتی اور پھر اُکتا کر دعاء کرنا چھوڑ دے''۔

(۱۷)......دعاء میں لفظِ شرط استعمال نہ کرنا:

دعاء میں شرط کا لفظ استعمال نہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ کو غفور و غفّار اور رؤوف و رحیم سمجھتے ہوئے پورے یقین و اعتماد اور عزم و پختگی سے دعاء کریں۔ کیونکہ دعاء و مناجات میں لفظِ شرط کا استعمال کرنا ممنوع و ناجائز ہے۔ یعنی یہ نہ کہے کہ:

''اے اللہ اگر تو چاہے تو میرا قرض ادا کر دے''۔

''اگر تو چاہے تو میری مدد کر''۔

''اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے''۔

اس قسم کے الفاظ سے دعاء کرنا ناجائز و ممنوع ہے۔ بغیر کسی تردّد و تذبذب کے دعاء کرنا چاہیئے، یہ کہیں:

''اے اللہ تو مجھے بخش دے''۔

''اے اللہ تو میرا قرض ادا کر دے''۔

''اے اللہ تو میری مدد کر''۔

اس بات کی تصریح صحیح بخاری و مسلم، نسائی اور مسند احمد میں ہے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ وَ لَا يَقُوْلَنَّ : اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِيْ فَاِنَّهٗ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهٗ)) .(۵۳)

''جب تم میں سے کوئی شخص دعاء کرے تو یقین و عزم کے ساتھ سوال کرے اور یہ ہرگز نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے [فلاں چیز] دے دے کیونکہ اس کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے''۔

(۵۳) بخاری مع الفتح ۱۴۴/۱۱، صحیح الجامع ۱۵۳/۱۔

اسی مفہوم ومعنیٰ کی ایک اورروایت صحیح مسلم اورالادب المفرد امام بخاری میں ہے جوکہ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ اور الادب المفرد میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے۔اس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

((...وَ لَكِنْ لِيَعْزِمْ وَ لْيُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ لا يَتَعَاظَمُهُ شَيْءٌ أَعْطَاهُ)) (۵۴)

''بلکہ اسے چاہیئے کہ عزم ویقین ،اوررغبت کے ساتھ دعاء کرے۔اللہ کے سامنےکوئی بات بڑی نہیں ہےوہ ہرچیزدے سکتا ہے''۔

(۱۸)......امام کااجتماعی دعاءمیں اپنے آپ کوخاص نہ کرنا:

اگرکوئی امام ہےتوتنہا اپنے لیئے ہی دعاءنہ کرے۔بلکہ سب مقتدیوں کیلئے بھی کرے۔مثلاً [میری] کی بجائے[ہماری] اور [میں] کی بجائے [ہم]کے الفاظ استعمال کرے۔اگرکوئی امام بوقتِ دعاءمقتدیوں کونظرانداز کرکےمحض اپناہی خیال رکھتاہےتواس کایہ طرزِعمل خیانت کےمترادف ہوگا۔جیسا کہ ابو داؤد ، نسائی، ترمذی ، مستدرك حاكم اورابن حبان میں فرمانِ رسول ﷺ ہے :

((لَا يَؤُمُّ رَجُلٌ قَوْماً فَيَخُصُّ نَفْسَهُ بِالدُّعَآءِ دُوْنَهُمْ فَإِنْ فَعَلَ خَانَهُمْ))(۵۵)

''جب کوئی آدمی کسی قوم کی امامت کرائےتوانہیں چھوڑکراپنے آپکودعاء کےساتھ خاص نہ کرےاوراگرکسی نے ایسا کیاتووہ ان کاخائن ہے''۔

ملاحظہ :

یہاں یہ بات بھی پیشِ نظررہےکہ یہ صرف اُس وقت ہے جب آدمی نماز میں

(٥٤) فتح الباری ١٤٤/١١، مشكوٰة ٦٩٢/٢، صحيح الجامع ١٥٣/١

(٥٥) صحيح ابو داؤد للالبانی ٢٠/١ ۔

یا نماز کے باہر دعاء کروائے جیسے خطبۂ جمعہ کے دوران اور دعاءِ قنوت وغیرہ، اور اگر خاموشی سے وہ صرف خود ہی دعاء کرتا ہے تو امام خاص اپنے لیئے دعاء کرسکتا ہے اور حالتِ نماز میں نبیٔ رحمت ﷺ کا خاص اپنے لیئے دعاء کرنا احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے۔جیسے صحیح بخاری و مسلم ، ابو داؤد ، نسائی اورمسند احمد میں ہے کہ نبی ﷺ نماز کے آخر میں سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعاء کیا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَ الْمَمَاتِ وَ أَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ)).(٥٦)

”اے اللہ! میں عذابِ جہنّم سے تیری پناہ مانگتا ہوں،اوراے اللہ! میں عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں،اوراے اللہ! میں موت وحیات کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں،اوراے اللہ! میں مسیح دجّال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں“

(١٩)......حد سے تجاوز (مبالغہ آمیزی) نہ کرنا:

دعاء وفریاد کرتے وقت حد سے تجاوز نہ کیا جائے۔یہ ادب قرآن کے اُن الفاظ سے معلوم ہوتا ہے جو سورۂ اعراف،آیت:٥٥ میں ہیں،چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے :

﴿ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴾.

”اللہ کو گڑ گڑا کر اور پوشیدگی سے پکارو،اللہ حد سے تجاوز وزیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا“۔

اورحد سے تجاوز کرنے کی ممانعت حدیث میں بھی آئی ہے جیسا کہ ابـــو داؤد، ابـن مـاجه ، ابن حبان، مستدرك حاكم اورمسـند احمد میں حضرت عبداللہ بن

(٥٦) صحیح بخاری ٢٠٢/١ـ١٠٢/٢، صحیح مسلم ٤١٢/١، ابو داؤد،نسائی،مسند احمد بحواله صفة صلوٰة النبی ﷺ للالبانی، ص:١٠٩ ـ

مغفّل رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((اِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَوْمٌ يَعْتَدُوْنَ فِي الطُّهُوْرِ وَ الدُّعَآءِ))(۵۷)

''اس اُمّت میں کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو طہارت ووضوء کرنے اور دعاء مانگنے میں حدود سے تجاوز کریں گے''۔

جب کہ مسند احمد و ابو داؤد میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

((سَيَكُوْنُ قَوْمٌ يَعْتَدُوْنَ فِي الدُّعَاءِ)).(۵۸)

''ایک قوم ایسی بھی آئے گی جو دعاء میں حد سے تجاوز کرے گی''۔

تجاوز کرنے کی صورتیں :

دعاء میں اعتداء ومبالغہ آمیزی سے منع فرمایا گیا ہے۔اور اس کی کئی صورتیں ہیں۔مثلاً:

- دعاء میں لفظی تکلّفات قافیہ وسجع وغیرہ اختیار کیۓ جائیں۔جس سے خشوع وخضوع میں فرق پڑے۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے کہ وہ دعاء میں سجع وقافیہ بندی سے قطعاً اجتناب کیا کرتے تھے۔(۵۹)
- دعاء میں غیر ضروری قیدیں لگائی جائیں جیسے حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفّل رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اُن کے صاحبزادے اس طرح دعاء مانگ رہے ہیں کہ یا اللہ! میں جنّت میں سفید رنگ کا دائیں جانب والا محل طلب کرتا ہوں، تو

(۵۷) صحیح ابی داؤد : ۸۶، صحیح الجامع الصغیر :۲۳۹۶، ارواء الغلیل:۱٤۰ ۔

(۵۸) صحیح سنن ابی داؤد:۱۳۳، صحیح الجامع:۳٦۷۱ ۔

(۵۹) بخاری ،حدیث:٦۳۳۷ مع الفتح ۱٤۳/۱۱

موصوف نے روکا اور فرمایا :

''دعاء میں ایسی قیدیں اور شرطیں لگانا حد سے تجاوز کرنا اور مبالغہ آمیزی کرنا ہے۔ جسے قرآن وسنّت میں ممنوع وناجائز قرار دیا گیا ہے''۔(٦٠)

- عام مسلمانوں کیلئے بددعاء کی جائے۔
- اللہ تعالیٰ سے ایسی چیزوں کا سوال کیا جائے جو عام لوگوں کیلئے مضّر ہوں۔
- یسی چیزیں طلب کی جائیں جن کا وہ دعاء کرنے والا اہل ہی نہیں ہے۔ مثلاً انبیاء کرام کے درجات ومراتب مانگنا وغیرہ۔
- حرام کاموں میں اللہ تعالیٰ سے نُصرت طلب کرنا۔
- اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ایسی دعاء وآرزو کرنا جو پوری نہیں ہوسکتی۔ مثلاً قیامت تک کی زندگی، یا بشری ضرورتوں سے بے نیازی کا سوال کرنا وغیرہ۔
- چِلاّ چِلاّ کر دعاء مانگنا بھی حد سے تجاوز اور مبالغہ آمیزی میں شمار ہوتا ہے۔
- دعاء وعبادت میں غیرُ اللہ کو شریک کیا جائے۔
- دعاء میں مبالغہ یہ بھی ہے کہ زبانِ رسالت مآب ﷺ سے نکلی ہوئی دعاؤں کو چھوڑ کر عام لوگوں کی وضع کردہ دعائیں جو تکلّفات اور تحسینِ عبارات سے بھری ہوئی ہوں وہ پڑھتے رہیں۔
- دعاء میں تضرّع وعاجزی کی بجائے لاپرواہی وتغافل کا اظہار کیا جائے۔(٦١)

(٢٠)......صالح لوگوں سے دعاء کی درخواست کرنا :

نیک وصالح لوگوں سے اُن کی زندگی میں دعاء کروانا صرف جائز ہی نہیں بلکہ ایک مستحسن فعل ہے کیونکہ اس طرح قبولیتِ دعاء کی زیادہ اُمید ہوتی ہے۔ اور

(٦٠) بحوالہ معارف القرآن مفتی محمد شفیع ؒ ٥٧٩/٣ ۔

(٦١) ماہنامہ ''نقوش'' جلد:٩، سیرت نمبر، ص:٥١٠ ۔

پھر نبی اکرم ﷺ سے دوسروں کا اپنے لیئے دعاء کی درخواست کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے اور صحابہ کرام ؓ نبی ﷺ سے دعاء کروایا کرتے تھے۔(۶۲)

(۲۱)......موت کی دعاء نہ کریں :

اپنی موت کی دعاء نہ کی جائے کیونکہ ایک مومن آدمی کیلئے یہ ہرگز لائق نہیں کہ وہ دنیا کی زندگی سے دل برداشتہ ہو کر اپنے لیئے موت کی تمنّا و دعاء کرے اس لیئے کہ اگر وہ نیک و صالح ہے تو ہوسکتا ہے کہ اس کی نیکیوں میں اضافہ ہوجائے اور اگر گنہگار و خطا کار اور عیبی و پاپی ہے تو ممکن ہے کہ اس کو توبہ کی توفیق مل جائے اور اس کے گناہ معاف ہوجائیں۔اور پھر یہ موت رنجیدگی و پریشانی کا کوئی علاج بھی تو نہیں۔بقولِ شاعر ؎

اب تو گھبرا کے کہتے ہیں کہ مرجائیں گے
مرکے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

صحیح بخاری و مسلم ، سنن اربعه اورمسند احمد میں حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ)).

”تم میں سے کوئی شخص کسی مصیبت کی وجہ سے موت کی خواہش نہ کرے“

اگر ضرور ہی کچھ کہنا چاہتا ہو تو اِسی حدیث میں مذکور ہے کہ وہ اس طرح دعاء کرسکتا ہے:

((اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْراً لِّيْ وَ تَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْراً لِّيْ)) .(۶۳)

---

(۶۲) ایسے واقعات کتبِ حدیث میں بکثرت موجود ہیں ۔

(۶۳) بخاری مع الفتح ۱۱/۱۵۵، مختصر مسلم :۱۸۸۴،ارواء الغلیل:۶۸۳

”اے اللہ! جب تک میرے لیئے زندگی بہتر ہو مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے حق میں بہتر ہو تو مجھے فوت کر دے “۔

(۲۲)......رونا اور آنسو بہانا:

دورانِ دعاء رونا اور آنسو بہانا دعاء کی قبولیّت کیلئے موثّر ترین چیز ہے ۔ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عَمر و بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سورۂ ابراہیم میں وارد حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے بارے میں یہ ارشادِ الٰہی پڑھا :

﴿ رَبِّ اِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيراً مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّيْ وَ مَنْ عَصَانِي فَإِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾.(۶۴)

”اے میرے پالنے والے معبود! انہوں نے بہت سے لوگوں کو راہ سے بھٹکا دیا ہے۔ پس میری تابعداری کرنے والا میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو تُو بہت ہی معاف کرنے اور کرم کرنے والا ہے“ ۔

اور قرانِ کریم میں وارد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول پڑھا :

﴿ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّکَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَکِيْمُ ﴾.(۶۵)

”اگر تو اِنہیں سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو اِنہیں معاف فرما دے تو تو زبردست ہے حکمت والا ہے“ ۔

اس کے بعد نبی ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا لیئے اور

((اَللّٰهُمَّ أُمَّتِیْ أُمَّتِیْ))

”اے اللہ! میری امّت کو معاف کرنا“۔

---

(٦٤) سورة ابراهيم : ٣٦ ـ (٦٥) سوره المائده : ١١٨ ـ

کہتے گئے اور روتے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ تیرا رب بہتر جاننے والا ہے پھر بھی جاؤ اور پوچھو تو سہی کہ کیوں روتے ہیں؟ نبی ﷺ نے وجہ بتائی حالانکہ اللہ اسے بہتر جانتا ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرائیل! جاؤ اور کہو: اے محمد ﷺ!

((اِنَّا سَنُرْضِیْکَ فِیْ اُمَّتِکَ وَ لَا نَسُوْءُ کَ)). (٦٦)

''آپ کی امّت کے معاملے میں ہم آپ کو راضی کرینگے، پریشان نہیں کریں گے''

(۲۳)......دنیا میں ہی سزا طلب نہ کرنا :

آدمی اللہ سے اِس دنیا میں ہی اپنے گناہوں کی سزا پانے کی دعاء وطلب نہ کرے بلکہ مغفرت و معافی مانگے۔ نبی ﷺ نے ایسی دعاء کرنے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ صحیح مسلم ،ترمذی ، نسائی،مسند احمد اورالادب المفرد امام بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ایک صحابی کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے جو بیماری کے سبب چُوزے [پرندے کے بچے] کی طرح کمزور ہو چکے تھے، نبی ﷺ نے اُن سے پوچھا:

''کیا آپ کوئی دعاء کرتے تھے؟''۔

انہوں نے جواب دیا: جی ہاں، میں دعاء کیا کرتا تھا کہ اے اللہ! جو سزا تو مجھے آخرت میں دینا چاہتا ہے، وہ مجھے اس دنیا میں ہی دے لے۔اس پر نبی ﷺ نے فرمایا:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ ! لَا تُطِیْقُهٗ أَوْ لَا تَسْتَطِیْعُهٗ. أَفَلَا قُلْتَ: اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ)).

(٦٦) صحیح مسلم ۔

”سبحان اللہ! تم میں اتنی طاقت کہاں کہ اللہ کا عذاب جھیل سکو، تم نے یہ دعاء کیوں نہیں کی:

((اَللّٰھُمَّ آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ)).

”اے اللہ! ہمیں دنیا و آخرت میں نیکی و بھلائی عطا فرما اور ہمیں نارِ جہنّم کے عذاب سے بچالے“ ۔

اس کے بعد نبی ﷺ نے اس صحابی کیلئے اللہ سے دعاء فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفاء و تندرستی عطا فرمائی۔(٦٧)

(٢٤)......اپنے اور اپنے اہل و مال کے خلاف بددعاء نہ کرنا :

اپنے اور اپنے اہل و مال کے خلاف بددعاء نہ کی جائے، چنانچہ صحیح مسلم ،ابو داؤد، بیہقی اور مسند احمد میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَدْعُوْا عَلٰی أَنْفُسِکُمْ اِلَّا بِخَیْرٍ، فَإِنَّ الْمَلَآئِکَةَ یُؤَمِّنُ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ)) (٦٨)

”اپنے خلاف خیر و بھلائی کی دعاء کے سوا کچھ [بددعاء] نہ کریں کیونکہ تمہاری دعاء و بددعاء پر فرشتے آمین کہتے ہیں“ ۔

اسی طرح صحیح مسلم ، ابو داؤد اور ابن حبان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((لَا تَدْعُوْا عَلٰی أَنْفُسِکُمْ وَ لَا تَدْعُوْا عَلٰی أَوْلَادِکُمْ وَ لَا تَدْعُوْا عَلٰی خَدَمِکُمْ وَ لَا تَدْعُوْا عَلٰی أَمْوَالِکُمْ ، لَا

(٦٧) صحیح مسلم ٢٠٦٨/٤،حدیث:٢٦٨٨ ، صحیح الجامع ٩٧٣/١،حدیث:٣٥٩٧

(٦٨) صحیح الجامع ١٢١٦/٢

تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً لِيُسْأَلَ فِيْهَا عَطَاءٌ فَيُسْتَجَابُ لَكُمْ)). (٦٩)۔

''اپنے خلاف بددعاء نہ کرو، اپنی اولاد کے خلاف بھی بددعاء نہ کرو، اپنے خدم وحشم [نوکروں] کے خلاف بھی بددعاء نہ کرو، اپنے مال ومتاع کے خلاف بھی بددعاء نہ کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اللہ سے عطائیں پانے [قبولیّت] کی گھڑی میں بددعاء کر بیٹھو اور وہ قبول ہو جائے'' ۔

(۲۵)......کسی معیّن شخص کے خلاف بددعاء نہ کرنا:

کسی معین شخص حتیٰ کہ جانور وغیرہ کو بھی بددعاء نہ دی جائے اور اس پر لعنت نہ کی جائے۔ ہاں اجمالی طور پر ایسے لوگوں کیلئے بددعاء اور لعنت کرنا جائز ہے جن کے افعال و کردار باعثِ لعنت ہوں جیسا کہ قرآنِ کریم میں بعض لوگوں پر لعنت کی گئی ہے، مثلاً سورۃ البقرۃ، آیت:۸۹ میں ہے:

﴿ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ﴾

''کافروں پر اللہ کی لعنت ہو''۔

سورۃ آل عمران، آیت:۶۱ میں ہے :

﴿ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَىٰ الْكَافِرِيْنَ ﴾

''پھر ہم دعاء والتجاء کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں''۔

سورۃ الاعراف، آیت:۴۴ میں ہے:

﴿ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَنْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ﴾

''تو ان میں سے ایک پکارنے والا پکارے گا کہ بے انصاف [ظالموں] پر اللہ کی لعنت ہو''۔

ایسے ہی سورۂ ہود، آیت:۱۸ میں ہے:

---

(٦٩) مختصر مسلم ١٥٣٧/١، ابن حبان: ٢٤١١ ـ موارد، صحیح الجامع ١٢١٦/٢

﴿ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴾

''ظالموں پراللہ کی لعنت ہو''۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کی طرح ہی بعض احادیثِ شریفہ میں اجمالی طور پر بعض برے کرتوت والوں پر نبی ﷺ نے بھی لعنت فرمائی ہے، جیسے ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، بیہقی اور مسند احمد و طیالسی میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((لَعَنَ اللّٰهُ آكِلَ الرِّبَا وَ مُوْكِلَهُ وَ شَاهِدَهُ وَ كَاتِبَهُ)).(۷۰)۔

''سود کھانے، کھلانے، اس کی گواہی دینے اور لکھنے والے پر اللہ کی لعنت ہو''۔

جبکہ صحیح مسلم و مسند احمد میں ''اس کے دو گواہوں'' کا ذکر ہے اور اس کے آخر میں ہے:

((هُمْ فِيْهَا سَوَاءٌ)) .(۷۱)

''یہ سب لوگ گناہ میں برابر کے شریک ہیں''۔

ایسے ہی نبی اکرم ﷺ نے رشوت لینے، رشوت دینے، شراب پینے، شراب پلانے، شراب بیچنے، جس کیلئے شراب بیچی جائے، شراب نکالنے والا، جس کیلئے شراب نکالی جائے، اسے اٹھا کر دوسری جگہ پہنچانے والا، اور جس تک پہنچائی جائے اور اس کی قیمت کھانے والا، منہ نوچنے والی، گریبان چاک کرنے والی اور ویل و ہلاکت کو پکارنے یا بَین کرنے والی، (خوبصورتی کیلئے) اپنے بالوں کے ساتھ مصنوعی بال جوڑنے [وِگ لگانے] والی، مصنوعی بال جڑوانے [وِگ لگوانے] والی، سُرمہ گُھودنے اور سُرمہ گُھدوانے والی، چہرے کے بال اکھیڑنے والی، چہرے کے بال اکھڑوانے

(۷۰) الارواء:۱۳۳٦، صحیح الجامع ۹۰٦/۲ ۔

(۷۱) مختصر مسلم:۹۵۵، الارواء:۱۳۳٦، صحیح الجامع ۹۰۷/۲

والی، عورتوں کے کپڑے پہننے والا، مردوں کے کپڑے پہننے والی، مردانہ چال ڈھال اختیار کرنے والی، زنانہ چال ڈھال اختیار کرنے والا، چور، ہجڑا، حلالہ کرنے والا، حلالہ کروانے والا، کفن چور مرد، کفن چور عورت، خوبصورتی کیلئے دانتوں میں درزیں بنوانے والی، اللہ کی تخلیق وساخت بدلنے والی، قبروں کی بکثرت زیارت کرنے والی، چہرے پر کوئی نشان بنانے اور بنوانے والا، یہود، نصاریٰ، صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دینے والا، والدین کو گالی دینے والا، غیرُ اللہ کیلئے ذبح کرنے (چڑھاوے چڑھانے) والا، بدعتی کو پناہ دینے والا، زمین کے نشاناتِ تقسیم (بُرجیاں) مٹانے (بدلنے) والا اور جانور کا مُثلہ کرنے (اس کے ناک کان وغیرہ کاٹنے) والا۔

یہ سب وہ لوگ اور اشیاء ہیں جنھیں دو ایک نہیں کم و بیش چھبیس (۲۶) صحیح احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔(۷۲)۔

لہٰذا کسی کا نام لیئے بغیر محض کسی فعل وکرتوت کی بناء پر ایسے کرنے والوں کو لعنت کی جاسکتی ہے ورنہ نہیں کیونکہ انسان تو انسان ہے صحیح مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایک عورت کو ایک اونٹنی پر لعنت کرتے سنا تو اُس کے اس فعل پر نکیر کرتے ہوئے فرمایا:

((خُذُوْا مَا عَلَيْهَا وَ دَعُوْهَا ، فَإِنَّهَا مَلْعُوْنَةٌ)).(۷۳)۔

''اونٹنی پر سے سامان اتارلو اور اسے چھوڑ دو، اس پر لعنت کی جاچکی ہے''۔

اس حدیث کے آخر میں راویٔ حدیث حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گویا اب بھی اس اونٹنی کو دیکھ رہا ہوں جو لوگوں کے مابین دھتکاری ہوئی پھر رہی ہے اور کوئی اسے لینے کیلئے تیار نہیں۔ جبکہ ابو داؤد و ترمذی، ابن حبان، معجم

(۷۲) ان تمام امور سے متعلقہ تمام احادیث :صحیح الجامع ۹۰۶/۲ ـ ۹۱۰ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

(۷۳) صحیح مسلم ـ

طبرانی کبیر اور بیہقی میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے :

((لَا تَلْعَنِ الرِّیحَ فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ)). (۷۴)۔

''ہوا کو لعنت نہ کرو، یہ تو اللہ حکمِ الٰہی کے تابع ہے''۔

اور یہ لعن طعن کا رویہ بہت ہی برا ہے اور اس کے عادی شخص کو اپنے آپ پر کنٹرول کرنا چاہیئے کیونکہ اسی ذکر کی گئی حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

((وَ اِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئاً لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ)). (۷۵)۔

''اگر کسی نے کسی چیز پر لعنت کی مگر وہ اس لعنت کی مستحق نہ ہو، تو وہ لعنت اُسی لعنت کرنے والے شخص پر لوٹ آتی ہے''۔

(۲۶)......گالی نہ دینا:

یہیں یہ بھی عرض کرتے جائیں کہ بعض لوگوں کو لعنت ملامت کی اور بعض کو اسکی تو نہیں البتہ گالی گلوچ کرنے کی بڑی عادت ہوتی ہے۔ قدم بہ قدم، لمحہ بہ لمحہ ہر کس و ناکس کو گالیاں دیئے چلے جاتے ہیں جبکہ کسی مسلمان کو گالی دینا سخت گناہ ہے جیسا کہ بخاری و مسلم، ترمذی و نسائی، ابن ماجہ و مسند احمد اور معجم طبرانی کبیر میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَ قِتَالُهُ كُفْرٌ)). (۷۶)۔

''کسی مسلمان کو گالی دینا فسق (گناہ کبیرہ) اور اس سے قتال و جنگ (لڑائی) کرنا کفر ہے''۔

اور مسند بزار میں حسن درجہ کی سند سے مروی حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

---

(۷٤) صحیح الجامع ۱۲٤۱/۲، الصحیحة:۵۲۷۔

(۷۵) حوالہ جاتِ سابقہ ۔

(۷٦) مختصر مسلم:٦٦، صحیح الجامع ٦۷۳/۱ ۔

((سَابُّ الْمُؤْمِنِ كَالْمُشْرِفِ عَلَى الْهَلَكَةِ)).(۷۷)۔

''مؤمن کو گالی دینے والا اس شخص کی طرح ہے جو ہلاکت کے کنارے پر کھڑا ہو''

مومن مسلمان تو بہت قدر و منزلت والا ہوتا ہے، نبی ﷺ نے تو کئی معمولی معمولی چیزوں کو گالی دینے سے بھی منع فرمایا ہے، مثلاً: مُرغ کو گالی دینے سے بھی روکا ہے جیسا کہ ابو داؤد میں صحیح سند سے مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((لَا تَسُبُّوا الدِّيْكَ ، فَإِنَّهُ يُوْقِظُ لِلصَّلوٰةِ)).(۷۸)۔

''مرغ کو گالی مت دیا کرو۔ یہ نماز (فجر) کیلئے اٹھاتا (بیدار کرتا) ہے''۔

اور صحیح مسلم میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ)).(۷۹)۔

''زمانے کو گالی مت دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ خود زمانہ ہے''۔

اور بخاری و مسلم، ابو داؤد اور مسند احمد کی ایک حدیثِ قدسی میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: يُؤْذِيْنِي ابْنُ آدَمَ، يَسُبُّ الدَّهْرَ وَ أَنَا الدَّهْرُ بِيَدِيْ الْأَمْرَ ، أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَ النَّهَارَ)) .(۸۰)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ابنِ آدم مجھے اذیّت پہنچاتا ہے زمانے کو گالیاں دیتا ہے حالانکہ زمانہ میں ہوں سارا معاملہ میرے ہاتھ میں ہے۔ اور دن رات کو میں بدلتا ہوں'' ۔

---

(۷۷) صحیح الجامع ۶۷۱/۱، الصحیحۃ:۱۸۷۸ ۔

(۷۸) مشکوٰۃ:۴۱۳۶، صحیح الجامع ۱۲۲۲/۲ ۔

(۷۹) مختصر مسلم :۸۱۴

(۸۰) الصحیحۃ :۵۳۱، صحیح الجامع ۷۷۸۰۰/۲

ایسے ہی بعض دفعہ آدمی بخار سے تنگ آ کر اُسے بھی گالی گلوچ کرنے لگتا ہے، حالانکہ الادب المفرد امام بخاری صحیح مسلم، مستدرک حاکم اور طبقات ابن سعد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ حضرت ام سائب یا ام مسیّب رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے جو کہ بیمار تھیں، ان کی خیریت دریافت کی تو وہ کہنے لگیں:

((اَلْحُمّٰی لَا بَارَکَ اللّٰهُ فِیْهِ))۔

''یہ بخار ہے (جو جان ہی نہیں چھوڑ رہا) اللہ اس میں برکت نہ فرمائے''۔

اس پر نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَسُبِّی الْحُمّٰی ، فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَایَا بَنِیْ آدَمَ کَمَا یُذْهِبُ الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ)).(۸۱)۔

''بخار کو گالی مت دو۔ یہ بنی آدم کی خطاؤں کو یوں بہا لے جاتا ہے جس طرح آگ کی بھٹی لوہے کے مَیل کچیل (زنگ) کو جلا دیتی ہے''۔

اور پھر یہ سب چیزیں (مُرغ و بخار وغیرہ) تو اللہ کی تابع فرماں ہیں اور یہ گالی تو ایسا فعل ہے کہ نبی ﷺ نے اللہ کے نافرمان شیطان کو بھی گالی دینے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ مسند الفردوس دیلمی، فوائد التمام اور فوائد المخلص میں صحیح سند سے مروی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا الشَّیْطَانَ وَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهٖ)).(۸۲)

---

(۸۱) مختصر مسلم:۱۴۶۹، الصحیحة:۱۲۱۵، صحیح الجامع ۱۲۲۳/۲

(۸۲) الصحیحة: ۲۴۲۲، صحیح الجامع ۱۲۲۳/۲ ۔

''شیطان کو گالی مت دو بلکہ اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگا کرو''۔

غرض گالی دینا اپنی ہی زبان خراب کرنا اور اپنے ہی نامۂ اعمال کو سیاہ کرنے والی بات ہے لہٰذا اس سے بچنا چاہیئے۔

(۲۷)......دعاء کے آخر میں آمین کہیں :

دعاء کے آخر میں دعاء کرنے والا خود بھی آمین کہے جیسا کہ مستدرك حاکم میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

((أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَمَّنَ فِیْ دُعَائِہٖ)). (۸۳)۔

''نبی ﷺ نے اپنی دعاء کے بعد آمین کہی''۔

(۲۸)......دعاء [خصوصاً قنوت] کے بعد چہرے پر ہاتھ نہ پھیرنا:

اب اِن آدابِ دعاء کے آخر میں یہ بات بھی ذہن نشین کرلیں بلکہ اسے اٹھائیسواں ادب سمجھ لیں کہ نماز کے دوران مثلاً دعائے قنوتِ وتر اور قنوتِ نازلہ کے بعد چہرے پر ہاتھوں کو پھیرنے کا کسی صحیح وصریح حدیث سے پتہ نہیں چلتا۔البتہ نماز کے باہر چہرے پر ہاتھوں کو پھیرنے کا پتہ دینے والی بعض روایات ملتی ہیں۔لیکن وہ سب بھی ضعیف ہیں،اگرچہ بعض سلف صالحین سے نماز کے باہر دعاء کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنے کا پتہ چلتا ہے۔(۸۴)اور احتیاط اسی میں ہے کہ بعد از دعاء چہرے پر ہاتھ نہ پھیرے جائیں۔

---

(۸۳) الصحیحۃ: ۲۴۲۲، صحیح الجامع ۱۲۲۳/۲ ۔

(۸٤) تفصیل کیلئے دیکھیئے: بلوغ المرام حافظ ابن حجر، تحقیق مشکوٰۃ ٦٩٦/۲، ارواء الغلیل للالبانی ۱۷۸/۲ـ۱۸۲ ۔

اوقاتِ اجابتِ دُعاء

یوں تو اللہ تعالیٰ ہر وقت و ہر آن اپنے بندوں کی دعاء وفریاد کو سنتا اور اُن کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے، لیکن کچھ خاص اوقات ایسے بھی ہیں جن میں دعائیں بہت جلد قبول ہوجاتی اور اپنا اثر خوب دکھاتی ہیں، جن میں سے بعض اوقات ہم ذکر کرنے جارہے ہیں :

(۱)......حالتِ سجدہ :

سجدہ کی حالت میں کی گئی دعاء کو اللہ تعالیٰ بہت جلد قبول کرتا ہے جیسا کہ صحیح مسلم، ابو داؤد، نسائی، بیہقی ، ابو عوانہ اور مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَ هُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَاءَ)) .(۸۵)۔

''سجدے میں بندہ اپنے رب کے بہت زیادہ نزدیک ہوجاتا ہے، تو زیادہ دُعائیں مانگا کرو''۔

ایسے ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح مسلم و ابوداؤد ،نسائی و ابن ماجہ اورمسند احمد میں روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

((وَ أَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ)) .(۸۶)

(۸۵) صحیح سنن ابی داؤد ۱/۱۶۶، الارواء:۴۵۶، صحیح الجامع ۱/۲۵۹ ۔

(۸۶) صحیح الجامع الصغیر ۱/۵۳۶

’’سجدوں میں دعاء کرنے کی کوشش کرو، زیادہ قریب ہے کہ تمہاری یہ دعاء قبول کرلی جائے‘‘۔

(۲)......ہررات کی ایک مخصوص ساعت :

صحیح مسلم اورمسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((اِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ ، يَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالَىٰ فِيْهَا خَيْراً مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اِلَّا أَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَذَالِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ)) (۸۷)

’’رات میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ دنیاوآخرت کی جس بھی بھلائی کا سوال مسلمان بندہ کا اس میں کرے، اُسے اللہ تعالیٰ ضرور پورا کرے گا۔اور یہ گھڑی ہررات میں ہوتی ہے‘‘۔

(۳)......آدھی رات کو :

آدھی رات بھی قبولیّتِ دعاء کا وقت ہے کیونکہ حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفی رضی اللہ عنہ سے معجم طبرانی اوسط میں روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تُفْتَحُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ ، فَيُنَادِيْ مُنَادٍ. هَلْ مِنْ دَاعٍ فَيُسْتَجَابُ لَهُ ؟ هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَيُعْطَىٰ ؟ هَلْ مِنْ مَكْرُوْبٍ فَيُفَرَّجُ عَنْهُ ؟ فَلَا يَبْقَىٰ مُسْلِمٌ يَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ، اِلَّا زَانِيَةٌ تَسْعَىٰ بِفَرْجِهَا أَوْ عَشَّاراً)).(۸۸)

---

(۸۷) صحیح الجامع الصغیر ۴۲۷/۱ ۔

(۸۸) سلسله الاحادیث الصحیحة ۶۲/۳ ۔

”آدھی رات کو آسمانوں کے دروازے کُھلتے ہیں، اور ایک منادی کرنے والا اعلان کرتا ہے: کیا کوئی دعاء کرنے ولا ہے کہ اس کی دعاء قبول کی جائے؟ کیا کوئی سوال کرنے والا ہے کہ اسے عطاء کیا جائے؟ کیا کوئی مبتلائے کرب وبلا ہے کہ اس کی مشکل آسان کی جائے؟ کوئی مسلمان ایسا باقی نہ رہے گا کہ جو دعاء کرے اور اس کی دعاء قبول نہ ہو، سوائے زانی عورت کے جو اپنی شرمگاہ سے دھندا کرتی ہے یا پھر جو مسلمانوں سے دس فیصدی (جبری غنڈہ ٹیکس) وصول کرتا ہے“۔

(۴)......رات کا آخری تہائی حِصّہ :

قبولیّتِ دعاء ومناجات کا چوتھا وقت رات کا آخری تہائی حصّہ ہے اور رات غروبِ آفتاب سے لے کر صبحِ صادق ہونے تک کا نام رات ہے، اندازے سے اس کے تین حصّے کر کے آخر کا تہائی حصہ تہجّد پڑھنے اور دعاء ومناجات کی قبولیّت کا وقت ہے، جیسا کہ صحیح بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور مسنداحمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ، فَيَقُوْلُ: مَنْ يَّدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبُ لَهٗ؟ مَنْ يَّسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهٗ؟ مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرُ لَهٗ)) (۸۹)

”ہمارا پروردگار ہر رات کے آخری حِصّہ میں آسمانِ دنیا پر آ کر فرماتا ہے: کوئی ہے جو مجھ سے دعاء کرے؟ میں اُس کی دعاء کو قبول کروں۔ کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے؟ میں اس کو دوں۔ کوئی روزی کا طلبگار ہے؟ جو مجھ سے

(۸۹)صحيح البخاری مع الفتح ۱۱/۱۳۳، مختصر مسلم: ۱۸۸۰، صحيح الجامع ۲/۱۳۵۷ ۔

روزی مانگے اور میں اسے روزی دوں۔کوئی ہے جو مجھ سے گناہوں کی معافی مانگے؟اور میں اس کے گناہ معاف کروں‘‘۔

ایک دوسری روایت حضرت عَمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ سے سنن نسائی، ترمذی، صحیح ابن خزیمہ اور مستدرک حاکم میں مروی ہے جس میں ہے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا:

((أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ الْآخِرِ، فَاِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُوْنَ مِمَّنْ يَّذْكُرُ اللّٰهَ تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ)).(۹۰)۔

’’رات کے آخری حصّہ میں اللہ تعالیٰ بندے کے قریب تر ہوتا ہے۔اگر تم میں ہمّت ہو کہ تم اللہ کا ذکر کرنے والوں میں سے شمار ہو سکو تو [اُس وقت ذکر کرکے] اُن میں سے ہو جاؤ‘‘۔

(۵)......رات کو اچانک بیداری کے وقت:

رات کو کوئی شخص اچانک نیند سے بیدار ہو جائے تو ایسے میں مانگی گئی دعاء کو بھی اللہ قبول فرماتا ہے

چنانچہ ابو داؤد ، ابن ماجہ، مسند احمد اور طیالسی میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيْتُ عَلٰى ذِكْرٍ طَاهِرًا، فَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى خَيْرًا مِّنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ اِلَّا أَعْطَاهُ اِيَّاهُ)).(۹۱)۔

---

(۹۰) رواہ الترمذی،صحیح الجامع ۲۵۹/۱، مشکوٰۃ: ۱۲۲۹، صحیح الاذکار،ص: ۷۳

(۹۱) صحیح الجامع ۱۰۰۳/۲، صحیح الترغیب:۵۹۷، مشکوٰۃ :۱۲۱۵ ۔

”جو مسلمان وضوء کی حالت میں ذکرِ الٰہی کرتا ہوا سوئے اور رات کے کسی وقت بیدار ہو جائے اور ایسے میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائیوں میں سے جو کچھ بھی مانگے تو اللہ اُسے وہ چیز عطا فرما دیتا ہے“ ۔

ایسے ہی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری ، ابو داؤد اور ترمذی میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص رات میں بیدار ہو جانے پر یہ دعاء پڑھے:

((لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهٗ لَا شَـرِيْكَ لَـهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْـحَمْدُ وَهُوَ عَلیٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)).

”اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ساری بادشاہی اور ہر طرح کی تعریفیں اُسی کے لیئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہر قسم کی تعریفیں اللہ کے لیئے ہیں، اور وہ پاک ہے، اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے اور اس کی توفیق کے سوا نیکی کرنے کی اور اسی کی مدد کے سوا برائی سے بچنے کی مجھ میں کوئی طاقت نہیں ہے“ ۔

اور پھر اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ کہتے ہوئے اللہ سے بخشش طلب کرے یا کوئی بھی دعاء کرے تو اس کی دعاء قبول کی جاتی ہے۔ اور اگر وہ اٹھ کر وضوء کرے اور نماز ادا کرے تو اس کی نماز بھی قبول ہوگی“۔(۹۲)

(۶)......آذان کے وقت :

دعاؤں کی قبولیّت کا چھٹا وقت وہ ہے جب کسی نماز کیلئے آذان ہو چنانچہ

(۹۲) بخاری ،کتاب التھجّد، ابو داؤد ، کتاب الادب، ترمذی ،کتاب الدعوات، صحیح الکلم الطیب للالبانی [اردو ترجمہ]از مؤلفِ ھذا مع ضمیمہ ،ص: ۱۱۶۔۱۱۷

ابـو داؤدو مستدرك حاكم اورصـحيح ابن حبان میں حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا:

((ثِنْتَانِ لَا تُـرَدَّانِ : الـدُّعَـآءُ عِنْدَ النِّدَآءِ وَ وَقْتَ الْمَطَرِ وَ عِنْدَ الْبَأْسِ حِيْنَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضاً)). (۹۳)۔

''دووقتوں میں دعاء ردّ نہیں کی جاتی: آذان کے وقت اور بارش کے دوران اور گھمسان کی جنگ میں جب کہ دشمن سے گتھم گتھا ہوا جائے''۔

جبکہ ابـو يعلىٰ ، طيالسى اورالـمختارة للضياء میں حضرت انسؓ سے مروی حدیث میں ہے :

((اِذَا نُـوْدِیَ بِـالـصَّـلٰوةِ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ، وَ أُسْتُجِيْبَ الدُّعَآءُ))(۹۴)

''جب نماز کیلئے آذان دی جائے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعاء قبول کی جاتی ہے''۔

(۷)......نماز کی تکبیر[اقامت]کے وقت :

مسند شافعى اورمعرفة السنن و الآثار بيهقى میں مکحول سے مرسلاً مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((اُطْـلُبُـوْا اِسْتِـجَـابَةَ الـدُّعَـاءِ عِنْدَ اِلْتِقَاءِ الْجُيُوْشِ، وَ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ، وَ نُزُوْلِ الْغَيْثِ)).(۹۵)۔

''اللہ تعالیٰ سے گھمسان کی لڑائی کے دوران اور نماز کی اقامت کے وقت اوردورانِ بارش دعاء کریں قبول ہوتی ہے ''۔

(۹۳)صحيح الجامع ۵۹۰/۱ ، الصحيحه :۱٤٦۹، صحيح الترغيب: ۲٦۲ .

(۹٤)صحيح الجامع ۲۰۳/۱، الصحيحه: ۱٤۱۳

(۹۵) صحيح الجامع ۲۳۵/۱ ،شواهد کے ساتھ حسن کے درجه کو پهنچ جاتى هے ، الصحيحه: ۱٤٦۹ ـ

(۸)......آذان واقامت کے درمیان :

ابـو داؤد، تـرمذی، نسائی ، ابن خزیمه، ابن حبان اور مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((لَا يُـرَدُّ الـدُّعَـاءُ بَيْنَ الْآذَانِ وَ الْإِقَامَةِ، قَالُوْا:مَاذَا نَقُوْلُ يَا رَسُـوْلَ الـلّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قَـالَ: سَـلُـوا الـلّٰـهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ)) .(۹۶)۔

''آذان واقامت کے درمیان دعاء قبول کی جاتی ہے،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا:اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اللہ سے کیا مانگیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت میں عافیّت کا سوال کریں''۔

جبکہ ابو داؤد میں ہے:

((اَلدُّعَاءُ بَيْنَ الْآذَانِ وَ الْإِقَامَةِ مُسْتَجَابٌ فَادْعُوْهُ)). (۹۷)۔

''آذان واقامت کے درمیان دعاء قبول کی جاتی ہے۔لہذا دعاء مانگا کرو''

اور مستدرك حاکم کے الفاظ یہ ہیں:

((اَلدُّعَاءُ مُسْتَجَابٌ بَيْنَ الْآذَانِ وَ الْإِقَامَةِ)). (۹۸)۔

''آذان واقامت کے درمیان دعاء قبول کی جاتی ہے''۔

(۹)......لیلۃُ القدر میں :

وہ اوقات اور مواقع جن میں دعائیں جلدی قبول ہوتی ہیں،اُن میں سے ہی نواں موقع لیلۃ القدر ہے۔اور لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک

(۹۶) مسند احمد۱۹۹/۳ بسند حسن، الارواء: ۲۲٤، تخریج الکلم الطیّب للشیخ الارناؤوط رقم (۷۳) ،صحیح الاذکار، ص:۵۵ ۔

(۹۷) صحیح سنن ابی داؤد ۱۰۵/۱ ۔

(۹۸)صحیح الجامع ٦٤١/١ ۔

رات ہے جس کی اہمیّت وفضیلت کے بارے میں قرآن کی ایک مکمّل سورت، سورۃ القدر نازل ہوئی ہے جس میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّـا أَنْـزَلْـنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ . وَ مَآ أَدْرَاکَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ . لَيْـلَةُ الْـقَـدْرِ خَيْـرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ . تَنَزَّلُ الْمَلآئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْهَـا بِـاِذْنِ رَبِّهِـمْ مِـنْ كُـلِّ أَمْـرٍ. سَلَامٌ هِـيَ حَتّٰـى مَطْلَعِ الْفَجْرِ.﴾

’’ہم نے اِس (قرآن) کوشبِ قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا، اور آپ کو کیا معلوم ہے کہ شبِ قدر کیا ہے؟ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ فرشتے اور روح الامین اس میں اپنے رب کے اِذن سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں۔ یہ رات طلوعِ فجر تک سراسر سلامتی ہے‘‘۔

جبکہ صحیح بخاری، ابو داؤدو ترمذی اورنسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((مَـنْ قَـامَ لَيْـلَةَ الْـقَدْرِ اِيْمَاناً وَّ اِحْتِسَاباً غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)). (۹۹)

’’جس نے لیلۃ القدر میں اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اوراس کی رضاء کے حصول کیلئے قیام کیا، اس کے سابقہ تمام گناہ بخشے گئے‘‘۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر شبِ قدر معلوم ہو جائے تو پھر کیا کہوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دعاء کرنا:

((اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ ، فَاعْفُ عَنِّيْ)) .(۱۰۰)۔

---

(۹۹)صحیح الجامع ۱۱۰۰/۲ ۔ (۱۰۰) مشکوٰۃ ۲۰۹۱ ۔

’’اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے، مجھے بھی معاف فرمادے‘‘۔

(۱۰)......جہاد میں گھمسان کی لڑائی کے وقت :

دعاؤں کی قبولیت کا دسواں موقع وہ وقت ہے جب کوئی مسلمان کافروں سے برسرِ پیکار ہو اور گھمسان کی جنگ چل رہی ہو، ایسے میں مجاہدینِ اسلام کی دعائیں بھی اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے، اِسی سلسلہ میں کتاب الام شافعی اور معرفة السنن و الآثار بیھقی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أُطْلُبُوْا اِسْتِجَابَةَ الدُّعَاءِ عِنْدَ اِلْتِقَاءِ الْجُيُوْشِ)).(۱۰۱)

’’اللہ تعالیٰ سے گھمسان کی جنگ کے وقت دعاء کریں‘‘۔

اور ایک دوسری حدیث ابو داؤد، ابن حبان اور مستدرك حاكم میں ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

((عِنْدَ الْبَأْسِ حِيْنَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضاً)). (۱۰۲)

’’لڑائی کے وقت جب کہ وہ گھمسان کی ہو رہی ہو‘‘۔

(۱۱)......جہاد میں صفیں باندھتے وقت :

دورانِ جہاد جب مجاہدین کی صف بندی کی جارہی ہو، اس وقت بھی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ چنانچہ معجم طبرانی کبیر میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((سَاعَتَانِ تُفْتَحُ فِيْهَا أَبْوَابُ السَّمآءِ وَ قَلَّمَا تُرَدُّ عَلٰى دَاعٍ

---

(۱۰۱) صحیح الجامع ۲۳۵/۱، سلسلہ الاحادیث الصحیحہ ۴۵۳/۳ ۔

(۱۰۲) صحیح الترغیب و الترھیب ۱۸۰/۱، صحیح الجامع ۵۹۰/۱ ۔

دَعْوَتَهُ عِنْدَ حُضُوْرِ النِّدَاءِ لِلصَّلوٰةِ وَالصَّفِّ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)). (۱۰۳)

''دوساعتیں ایسی ہیں جن میں کسی دعاء کرنے والے کی دعاء ردّ نہیں کی جاتی [ایک اُس وقت] جب نماز کیلئے آذان [یا اقامت] کہی جارہی ہو۔ دوسری میدانِ جہاد میں مجاہدین کی صف میں کھڑے ہونے کے وقت ''۔

(۱۲)......بارش کے وقت:

دعاؤں کی قبولیّت کا بارھواں موقع وہ وقت ہے جب آسمان سے بارانِ رحمت کا نزول یعنی بارش ہورہی ہو جیسا کہ ابو داؤد اور مستدرك حاکم میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ: الدُّعَآءُ عِنْدَ النِّدآءِ وَ وَقْتَ الْمَطَرِ)).(۱۰۴)۔

''دووقتوں کی دعاء ردّ نہیں کی جاتی، آذان کے وقت اور بارش کے دوران''۔

جبکہ کتاب الام شافعی اور معرفة السنن والآثار بیهقی والی روایت میں وَقْتَ الْمَطَرِ کی بجائے:

((...... وَ نُزُوْلِ الْغَيْثِ)) ہے۔(۱۰۵)

''......دورانِ بارش''۔

(۱۰۳) صحيح الترغيب و الترهيب ۱/۱۸۰ ۔

(۱۰٤)صحيح الجامع ۱/۵۹۰، صحيح الترغيب:۲۶۲، الصحيحه:۱٤٦۹ .

(۱۰۵) صحيح الجامع الصغير ۱/۲۳۵، الصحيحه ۳/٤۵۳

(۱۳)......جمعہ کے دن کی ایک خاص گھڑی:

قبولیّتِ دعاء کے مواقع میں سے تیرہواں موقع جمعۃ المبارک کا دن اور اس کی بھی ایک خاص گھڑی ہے۔صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ فِی الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ یَسْأَلُ اللّٰهَ فِیْهَا خَیْراً اِلَّا أَعْطَاهُ اِیَّاهُ)). (۱۰۶)۔

''جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہے کہ جو آدمی اس میں اللہ سے سوال کرے، اللہ تعالیٰ اس کی وہ دعاء قبول فرماتا ہے''۔

اور صحیح مسلم میں یہ الفاظ بھی ہیں:

((وَ هِیَ سَاعَةٌ خَفِیْفَةٌ)) ۔(۱۰۷)۔

''اور وہ ایک چھوٹی سی گھڑی ہے''۔

وہ ساعت یا گھڑی جمعہ کے دن کس وقت ہے؟ اس کا فیصلہ حتمی طور پر تو نہیں کیا جاسکتا البتہ امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے:

((أَکْثَرُ الْأَحَادِیْثِ فِی السَّاعَةِ الَّتِی تُرْجیٰ فِیْهَا اِجَابَةُ الدَّعْوَةِ اِنَّهَا بَعْدَ صَلوٰةِ الْعَصْرِ وَ تُرْجیٰ بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ)). (۱۰۸)۔

''اُس گھڑی کے بارے میں اکثر احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عصر کے بعد ہے اور یہ بھی اُمید ہے کہ وہ زوالِ آفتاب کے بعد [یعنی بوقتِ جمعہ] ہے''۔

---

(۱۰۶) رواہ البخاری بحوالہ صحیح الاذکار، ص:۵۳ ۔

(۱۰۷) صحیح الاذکار،ص:۵٤ ۔

(۱۰۸) سنن الترمذی ۳٦۱/۲ بحوالہ صحیح الاذکار، ص:۵٤،۵۵ ۔

(۱۴)......جمعہ کی رات :

جن مواقع پر دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں ان میں سے ہی جمعرات و جمعہ کی درمیانی رات بھی ہے، چنانچہ سنن ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ فِـی لَیُلَةِ الْـجُـمُـعَةِ سَـاعَةٌ، اَلـدُّعَـآءُ فِیُهَـا مُسُتَجَابٌ)). (۱۰۹)۔

''جمعہ کی رات میں ایک گھڑی ایسی ہے جس میں دعاء قبول کی جاتی ہے''۔

(۱۵)......فرض نماز کے بعد :

ترمذی میں ہے کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ دعاء کب جلد قبول ہوتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((جَوُفَ اللَّیُلِ الْآخِرِ وَ دُبُرَ الصَّلوٰةِ الْمَکْتُوُبَةِ)). (۱۱۰)۔

''رات کے آخری حصّہ میں اور فرض نمازوں کے بعد''۔

اور دُبُرَ الصَّلوٰةِ یا نماز کے پیچھے سے مراد ایک تو یہی ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد کا وقت ہو، جبکہ اس لفظ میں یہ گنجائش بھی موجود ہے کہ اس سے نماز کے آخری حصہ میں یعنی تشہّد و درود شریف کے بعد دعاء کرنا مراد ہو، اور اس حصہ میں نبی ﷺ کا بعض اہم دعاؤں کا التزام کرنا ثابت بھی ہے جیسا کہ:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیُ أَعُوُذُ بِکَ مِنُ عَذَابِ الْقَبُرِ ......الخ))

---

(۱۰۹) سنن الترمذی بحواله صحیح الاذکار، ص: ٥٤۔

(۱۱۰) سنن الترمذی مع التحفه ۹/۳۳۱، صحیح سنن الترمذی ۲۷۸۲۔

والی دعاء ہے۔اور یہ نظریہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اوران کے ہم خیال علماءکا ہے-(۱۱۱)

اوراگر پہلے عام معنیٰ کوبھی لیاجائے جبکہ 'نزُلُ الابرار میں اُسے ہی ترجیح دی گئی ہے تو اُس وقت بھی نمازی کومحض انفرادی طور پر ہی دعاء کرنی چاہیئے کیونکہ فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کرامام ومقتدی کااجتماعی طور پردعاءکرنے کاالتزام وپابندی اور باقاعدگی کرنا نبی اکرم ﷺ،آپ کے صحابہ ﷺ اورآئمہ دین رحمہم اللہ سے ثابت نہیں ہے لہذااس انداز سے اجتناب وگریز کرنا چاہیئے۔

(۱۶)......تلاوتِ قرآن کے بعد :

مسند احمد و ترمذی میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

((مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ بِهِ، فَإِنَّهُ سَيَجِئُ أَقْوَامٌ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ يَسْأَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ)). (۱۱۲)۔

''جب قرآن پڑھوتواللہ تعالیٰ سے دعاء مانگو،کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جوقرآن پڑھ کرلوگوں سے سوال کریں گے''۔

(۱۷)......مسلمانوں کے دینی اجتماع کے دوران :

صحیح مسلم میں رسولِ اکرم ﷺ کاارشاد ہے:

((لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَآئِكَةُ وَ غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَ نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ

(۱۱۱) دیکھیئے: زاد المعاد ابن قیم ۲٤۹/۱، اس موضوع پرمولاناحکیم عمادالدین[کوئٹہ] کی کتاب " التحقیق الحسن فی نفی الدعاء الاجتماعی بعد الفرائض و السنن " ایک مفیدکوشش ہے۔ فجزاہ اللہ خیراً ۔اوراسی موضوع پرایک رسالہ مولاناظفرالحسن مدنی(شارجہ) کابھی ہے۔

(۱۱۲)سلسله الاحاديث الصحيحه ٤٦١/١ ۔

فِيْمَنْ عِنْدَهٗ)).(۱۱۳)۔

”جب کوئی قوم کسی جگہ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتی ہے تو فرشتے انہیں (اُس اجتماع کو) ڈھانپ لیتے ہیں اور اُن پر رحمتِ الٰہی سایہ فگن ہو جاتی ہے اور ان پر سکینت کا نزول ہوتا ہے۔ اور اللہ اُن کا ذکر اپنے پاس والی مخلوقات [فرشتوں] میں کرتا ہے“

(۱۸)......عرفہ کے دن :

دعاؤں کی قبولیّت کا اٹھارہواں موقع یومِ عرفہ ہے کیونکہ ۹/ ذوالحجہ نہایت مبارک ومخصوص دن ہے، ترمذی میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

”بہترین دعاء یومِ عرفہ کی دعاء ہے اور بہترین ذکر و دعاء جو میں نے اور مجھ سے قبل انبیاء نے کی ہے وہ یہ ہے:

” لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَئٍ قَدِيْرٌ “(۱۱۴)

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے“۔

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرفہ کے دن ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ لوگوں سے سوال کر رہا ہے تو انہوں نے اس کو زجر و توبیخ کرتے ہوئے فرمایا:

((يَا عَاجِزُ ! فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ تَسْأَلُ غَيْرَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)).(۱۱۵)۔

”اے بے ہمّت انسان! تم آج بھی غیرُ اللہ سے مانگ رہے ہو“۔

(۱۱۳) صحیح مسلمبحواله صحیح الاذکار، ص:۵۷ ۔

(۱۱٤) مشکوٰۃ ۷۹۷/۲ شیخ البانی نے شاہد کی بناء پر اسے حسن قرار دیا ہے۔

(۱۱۵) الاذکار النوویه، ص:۱٤۷ ۔

(۱۹)......سحری کے وقت:

قبولیّتِ دعاء کے اوقات میں سے ہی انیسواں وقت سحری ہے اور سحری رات کا آخری چُھٹا حِصّہ ہوتا ہے ۔اُس وقت دعاء و استغفار کرنا مؤمنین و متّقین کی علامت ہے۔جیسا کہ سورۂ ذاریات ،آیت:۱۷ اور ۱۸ میں اہلِ جنّت کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اُن کے اعمال کا ذکر یوں کیا ہے:

﴿كَانُوْا قَلِيْلاً مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ.وَ بِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾

''وہ راتوں کو کم ہی سوتے تھے، پھر وہی رات کے پچھلے پہروں (سحری) میں اٹھ اٹھ کر معافی مانگتے تھے''۔

اور سورۂ آلِ عمران، آیت:۱۷ میں بھی ہے:

﴿ وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْأَسْحَارِ ﴾

''اور وہ رات کی آخری گھڑیوں میں اللہ سے مغفرت مانگا کرتے ہیں''۔

اور یہی بات سنن ترمذی کی ایک حدیث میں بھی ہے جس میں نبی ﷺ نے قبولیّتِ دعاء کے اوقات بتاتے ہوئے فرمایا:

((جَوْفِ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَ دُبُرَ الصَّلوٰةِ الْمَكْتُوْبَةِ)). (۱۱۶)۔

''رات کا آخری حصّہ اور فرض نماز کے آخر میں'' ۔

(۲۰)......جب امام ﴿ وَ لَا الضَّآلِّيْن ﴾ کہے :

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهٗ تَأْمِيْنَ الْمَلَآئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)). (۱۱۷)۔

(۱۱۶) ترمذی مع التحفہ ۳۳۱/۹، صحیح الترمذی ۲۷۸۲ ۔

(۱۱۷) صحیح بخاری مع الفتح ۳۰۶/۲ ۔

’’جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی، اُس کے پہلے تمام گناہ معاف ہو گئے‘‘۔

اور صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((اِذَا قَالَ الْاِمَامُ ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ﴾، فَقُوْلُوْا : آمِیْنَ یُجِبْکُمُ اللّٰهُ)). (۱۱۸).

’’جب امام ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ﴾ کہے تو تم آمین کہو، اللہ تمہاری دعاء قبول کرے گا‘‘۔

(۲۱)......مُرغ کی بانگ سنتے وقت:

صحیح بخاری، مسلم، ابو داؤد اور ترمذی میں ہے کہ نبیِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا سَمِعْتُمْ صِیَاحَ الدِّیْکَةِ فَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّهَا رَأَتْ مَلَکاً وَ اِذَا سَمِعْتُمْ نَهِیْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِنَّهَا رَأَتْ شَیْطَاناً))(۱۱۹)

’’جب تم مُرغ کی آواز سنو تو اُس وقت اللہ تعالیٰ سے فضل و احسان کی دعاء مانگا کرو، اس لیئے کہ وہ اُس وقت فرشتے کو دیکھتا ہے، اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھا کرو، کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر آواز نکالتا ہے‘‘۔

جبکہ الادب المفرد امام بخاری، ابو داؤد، مسند احمد، اور عمل الیوم و اللیلة ابن السنی میں گدھے کے ساتھ ہی کتّے کا ذکر بھی ہے۔(۱۲۰)۔

(۱۱۸)صحیح مسلم بحواله صحیح الاذکار، ص:۵۷ ۔

(۱۱۹)صحیح مسلم مع النووی ۴۰/۱۸، صحیح الجامع ۱۶۶/۱، مشکوٰة ۷۴۹/۲ ۔

(۱۲۰)الادب المفرد:۱۲۳۳،۱۲۳۵ عمل الیوم و اللیله ابن السنی:۳۰۷،

مسنداحمد۳۰۶/۳،۳۵۵،۳۵۶، الکلم الطیّب ابن تیمیه، ص:۱۱۳ بتحقیق الالبانی

(۲۲)......طواف کی دو رکعتوں کے بعد:

جب طواف سے فارغ ہو جائیں تو مقامِ ابراہیم علیہ السلام اور خانہ کعبہ کو ایک سیدھ میں اپنے سامنے رکھ کر دو رکعتیں پڑھنی ضروری ہیں، ان کے بعد بھی دعائیں کرنی چاہئیں۔ نبی ﷺ کا عملِ مبارک بتاتا ہے کہ یہ وقت بھی وقتِ قبولیّت ہے۔

(۲۳)......آبِ زمزم پیتے ہوئے :

ابن ماجه ، ابن ابی شیبه، بیهقی اور مسند احمد میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ)). (۱۲۱)۔

''آبِ زمزم جس [غرض اور مرض کیلئے] پیا جائے مفید ہے''۔

خود نبی ﷺ سے تو صحیح سند کے ساتھ آبِ زمزم پینے کی کوئی دعاء ثابت نہیں البتہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب آبِ زمزم پیتے تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعاء کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّ رِزْقًا وَاسِعًا وَّ شِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ)).

''اے اللہ! میں تجھ سے نفع بخش علم، وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفاء مانگتا ہوں''

اس دعاء پر مشتمل اثر یا روایت کو بعض اہلِ علم نے ایک صحابی کا عمل ثابت ہونے کی صورت میں ذکر کیا ہے۔(۱۲۲)

لیکن سنن دار قطنی (۲۸۸/۲/۱) اور مستدرك حاكم (۴۷۳/۱) میں وارد اس دعاء پر مشتمل اثر کی سند کو بعض دیگر کبار محدّثین واہلِ علم نے ضعیف قرار دیا ہے۔

(۱۲۱) سلسله الاحادیث ۵۷۲/۲

(۱۲۲) صحیح الاذکار ،ص:۵۷، دیکھیئے: ارواء الغلیل للالبانی ۳۳۲/٤، ۳۳۳ و ''سوئے حرم'' تالیف: محمد منیر قمر، تخریج: حافظ عبدالرؤف ۔

مُستجابُ الدعوات لوگ

بعض لوگوں کی دعائیں اللہ تعالیٰ عموماً ردّ نہیں کرتا بلکہ فوراً ہی قبول کر لیتا ہے، اُن میں سے چند لوگ درج ذیل ہیں :

(۱)...... والدین کی دعاء اولاد کے حق میں :

الادب المفرد امام بخاری، سنن ابی داؤد، ترمذی ،ابن ماجہ، ابن حبان اور مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَکَّ فِیْهِنَّ : دَعْوَةُ وَالِدٍ لِوَلَدِهٖ...))(۱۲۳)

’’تین دعائیں ضرور قبول کی جاتی ہیں، اُن میں کوئی شک نہیں،(اور پھر اُن تینوں میں پہلا شخص بتایا): والد کی دعاء بیٹے کیلئے......‘‘۔

(۲)...... نیک اولاد کی دعاء :

الادب المفرد امام بخاری ،صحیح مسلم ، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ :صَدَقَةٌ جَارِیَةٌ أَوْ عِلْمٌ یُنْتَفَعُ بِهٖ أَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ یَدْعُوْ لَهٗ)).(۱۲۴)۔

’’انسان جب مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین کاموں کے: اس کا کیا ہوا صدقۂ جاریہ، اس کا چھوڑا ہوا وہ علم

(۱۲۳)سنن ابی داؤد مترجم اردو ۵٦٩/۱، سلسلة الاحادیث الصحیحه ۱٤٧/۲ ، صحیح الجامع ۵۸۲/۱۔

(۱۲٤)مختصر صحیح مسلم:۱۰۰۱، صحیح الجامع ۱۹۹/۱، ارواء الغلیل:۱۵۸۰ ۔

جس سے فائدہ اٹھایا جاتا رہے، اور اس کی وہ نیک اولاد جو اس کے لیئے دعائیں کرتی رہے''

ابن ماجہ، مسند احمد اور مسند بزّار میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے درجات کو بلند کرتا رہتا ہے، اور جب انسان اللہ سے پوچھتا ہے کہ میرے درجات کیوں بلند ہوتے جا رہے ہیں حالانکہ میرے اعمال تو ایسے نہیں؟ اس پر اللہ فرماتا ہے:

''تیری اولاد کی دعاؤں کے ساتھ''۔(۱۲۵)۔

(۳)......مظلوم و مجبور کی دعاء:

سورۃ النمل، آیت:۶۳ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوءَ ﴾.

''بھلا کون مجبور و بے قرار کی التجاء کو قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعاء کرتا ہے اور (کون اس کی) تکلیف کو دور کرتا ہے''۔

ابن ماجه میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''مظلوم آدمی کی دعاء کبھی ردّ نہیں کی جاتی''۔(۱۲۶)۔

ابو داؤد و ترمذی اور بعض دیگر کتب میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جن آدمیوں کی دُعاء کی قبولیّت میں کوئی شک نہیں، ان میں سے ایک مظلوم کی دعاء ہے''۔(۱۲۷)۔

اور صحیح بخاری و مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی میں حضرت عبداللہ بن

(۱۲۵) ابن ماجه، مسند احمد، مسند بزار ۔

(۱۲۶) صحيح ابن ماجه ۲/ ۳۳۱، الصحيحه : ۵۹۶ ۔

(۱۲۷) صحيح ابی داؤد ۱/۳۸۶ ۔

عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ فرمایا تو اُن سے کہا:

((اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ))(۱۲۸)

''مظلوم کی بددعاء سے ڈرو کیونکہ اس میں اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ و پردہ نہیں ہوتا''۔

(۴)......مسافر کی دعاء :

الادب المفرد امام بخاری ،ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان میں رسولُ اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''مسافر کی دعاء کی قبولیّت میں بھی کوئی شک نہیں''۔

(یعنی مسافر کی دعاء بہت جلد قبول ہوتی ہے)۔(۱۲۹)۔

(۵)......روزہ دار کی دعاء:

الاحادیث المختارہ للضیاء اور بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ لَا تُرَدُّ لَهُنَّ : دَعْوَةُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ وَ دَعْوَةُ الصَّائِمِ وَ دَعْوَةُ الْمُسَافِرِ)).(۱۳۰)۔

''تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ردّ نہیں کی جاتیں: والدین کی دعاء اولاد کیلئے، روزہ دار کی دعاء، اور مسافر کی دعاء''۔

---

(۱۲۸) جامع الاصول فی احادیث الرسول ﷺ ۱۴۲/۴ ۔

(۱۲۹)صحیح الجامع ۵۸۲/۱، صحیح ابی داؤد ۲۸۶/۱ ۔

(۱۳۰)صحیح الجامع ۵۸۲/۱، سلسلہ الاحادیث الصحیحہ ۴۰۶/۴

اسی طرح ہی شعب الایمان بیہقی ، تاریخ دمشق ابن عساکر ، مسنداحمد اور ابن حبان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مظلوم، روزے دار، [امامِ عادل] اور مسافر کی دعاء بھی ردّ نہیں کی جاتی۔(۱۳۱)

(۶)......خوشحالی میں بکثرت دعائیں کرنے والے کی دعاء تنگدستی میں:

خوشحالی کے دنوں میں جو بکثرت دعائیں کرتا ہو، وہ جب تنگدستی میں مبتلا ہو کر دعاء کرے گا تو اللہ اس کی دعاء کو بھی قبول کرے گا، چنانچہ سنن ترمذی و مستدرک حاکم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَّسْتَجِيْبَ اللّٰهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَ الْكُرَبِ ، فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِيْ الرَّخَاءِ)). (۱۳۲)

”جسے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ تنگی و مصیبت میں اللہ اسکی دعاء قبول کرے، اسے چاہیئے کہ آسودگی وخوشحالی میں بکثرت دعائیں کرتا رہے“ ۔

(۷)......مریض [بیمار] کی دعاء:

سنن کبریٰ بیہقی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ پانچ دعائیں قبول کی جاتی ہیں ......(اور اُسی حدیث میں ایک شخص یہ بھی مذکور ہے):

”مریض یعنی بیمار کی دعاء یہاں تک کہ وہ شفاء یاب ہوجائے“۔(۱۳۳)

(۸)...... آیتِ کریمہ پڑھ کر دعاء کرنے والا:

مستجاب الدعوات لوگوں میں سے ہی آٹھواں شخص وہ ہے جو قرآن کریم ،

(۱۳۱)صحیح الجامع ۱۸۲/۱، الصحیحه ۴۰۷/۴ ۔

(۱۳۲) سنن ترمذی و مستدرك حاكم

(۱۳۳) سنن كبریٰ بیهقی ۔

سورۃ الانبیاء کی آیت: ۸۷ یعنی حضرت یونس علیہ السلام والی آیتِ کریمہ پڑھ کر دعاء کرے اور وہ آیت یہ ہے :

﴿ لَا اِلٰہَ اِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ ﴾

''تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو پاک ہے اور میں قصور وار ہوں''۔

اس سلسلہ میں ترمذی ، مسند احمد اور مستدرک حاکم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ذوالنون [یونس علیہ السلام] کی دعاء جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں کی تھی ......جب بھی کوئی مسلمان اپنی کسی ضرورت کیلئے اسکے ساتھ دعاء کرتا ہے تو اس کی دعاء قبول کی جاتی ہے''۔(۱۳۴)

(۹،۱۰)......حاکمِ عادل کی دعاء اللہ کا کثرت سے ذِکر کرنے والے کی دعاء:

شُعب الایمان بیہقی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ثَلاثَۃٌ لَا تُرَدُّ دُعَاءُ ھُمْ : الذَّاکِرُ اللّٰہَ کَثِیْراً، وَ الْمَظْلُوْمُ، وَ الْاِمَامُ الْمُقْسِطُ)) (۱۳۵)

''تین آدمیوں کی دعائیں ردّ نہیں کی جاتیں: اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے کی اور مظلوم کی، اور عدل وانصاف کرنے والے حاکم کی''۔

(۱۳۴)ترمذی ، مسند احمد ، مستدرک حاکم

(۱۳۵) صحیح الجامع ۵۸۷/۱، الصحیحہ ۲۱۱/۳ ۔

(۱۱)......اپنے مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں اس کیلئے دعاء کرنے والے مسلمان کی دعاء:

صحیح مسلم، ابو داؤد، ابن ماجہ اور مسند احمد میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ ، عِنْدَ رَأْسِهٖ مَلَکٌ مُوَکَّلٌ، کُلَّمَا دَعَا لِأَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَکُ الْمُوَکَّلُ بِهٖ آمِيْنَ وَ لَکَ بِمَثَلٍ))(۱۳۶)

’’مسلمان آدمی کی اپنے بھائی کیلئے غائبانہ دعاء جلدی قبول ہوتی ہے۔اس کے پاس فرشتہ مقرّر رہوتا ہے۔جب بھی وہ اپنے بھائی کیلئے بھلائی کی دعاء کرتا ہے تو وہ موکّل فرشتہ آمین کہتا ہے۔اور یہ بھی کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو‘‘۔

(۱۲)......آذان کا جواب دے کر دعاء مانگنے والے کی دعاء:

ابو داؤد اور صحیح ابنِ حبان میں حضرت عبداللہ بن عَمر ورضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! آذان کہنے والے ہم سے فضیلت لے جائیں گے،تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((قُلْ کَمَا يَقُوْلُوْنَ فَإِذَا انْتَهَيْتَ فَسَلْ تُعْطَ)). (۱۳۷)

’’جس طرح وہ[یعنی موذّن] کہتے ہیں تو بھی کہہ۔جب تو فارغ ہو تو اس وقت اللہ تعالیٰ سے (دعاء) مانگ،(تو جو مانگے گا) تجھے دیا جائے گا‘‘۔

---

(۱۳۶)مختصر مسلم:۱۸۸۲ و مع النووی ۵۰/۱۷، الصحیحه ۳۲۶/۳-۳۲۷، جامع الاصول ۱۴۶/۴، صحیح الجامع ۶۳۷/۱

(۱۳۷)مشکوٰۃ ۲۱۳/۱ شیخ البانی نے اسکی سند کو حسن قرار دیا ہے ۔

(۱۳،۱۴،۱۵)......حاجی کی دعاء، عُمرہ کرنے والے کی دُعاء، مُجاہد کی دُعاء:

سنن ابن ماجہ ، معجم طبرانی کبیر اور ابن حبان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْغَازِیُّ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ الْحَاجُّ وَ الْمُعْتَمِرُ وَفْدُ اللّٰہِ، دَعَاھُمْ فَأَجَابُوْہُ. وَ سَأَلُوْہُ فَأَعْطَاھُمْ)). (۱۳۸)۔

’’اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے، حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اللہ نے انہیں بلایا تو وہ حاضر ہوگئے۔ اب وہ جو بھی اللہ سے مانگیں وہ اُن کو دے گا‘‘۔

(۱۶)......رزقِ حلال کھانے والا:

وہ لوگ جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں یا جنہیں مستجاب الدعوات کہا جا سکتا ہے ان میں سے ہی سولہواں شخص وہ ہے جو حلال روزی کھانے کا التزام کرے اور حرام سے مکمل اجتناب و پرہیز کرے۔

(۱۳۸)صحیح سنن ابنِ ماجہ ۱۴۹/۲، صحیح الجامع ۷۶۸/۲، الصحیحہ : ۱۸۲۰ ۔

غیر مستجاب الدعوات لوگ

بعض لوگ وہ بھی ہیں جن کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں اور انہیں غیر مستجابُ الدّعوات کہا جا سکتا ہے۔اُن میں سے بعض تو شرائطِ قبولیت اور آدابِ دعاء وغیرہ کے ضمن میں ذکر کر دیئے گئے ہیں۔مثلاً:

- غلط عقیدے والا مشرک شخص۔
- غیر مخلص و غافل دل سے دعاء کرنے والا۔
- جس کی روزی حلال نہ ہو۔
- فرائض و واجباتِ دین کا تارک۔

لہٰذا ان کی تفصیل دہرانے کی تو اب ضرورت نہیں۔

(۵)......بد چلن و بد کردار بیوی کا شوہر [دیّوث] :

غیر مستجابُ الدّعوات لوگوں میں سے پانچواں شخص وہ ہے جس کی بیوی کا اخلاق و کردار اور عادات و اطوار درست نہ ہوں۔اور وہ شخص یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس کی اصلاح نہ کرے اور تمام بگاڑ کے باوجود بھی اسے اپنے گھر میں بسائے رکھے۔چنانچہ مستدرك حاكم ، معاني الآثار طحاوی، حلية الاولياء ابو نعيم الفردوس ديلمی اور تاريخِ دمشق ابن عساكر میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ يَدْعُوْنَ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ)) .

''تین آدمی ایسے ہیں کہ وہ دعاء کرتے ہیں مگر ان کی دعاء قبول نہیں کی جاتی''۔

اُن میں سے پہلے شخص کا تعارف کرواتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا:

((رَجُلٌ كَانَتْ تَحْتَهُ اِمْرَأَةٌ سَيِّئَةُ الْخُلُقِ فَلَمْ يُطَلِّقْهَا......)). (۱۳۹)۔

"ایسا شخص جس کے گھر بدچلن بیوی ہو اور وہ اسے طلاق نہ دے"۔

بعض احادیث میں ایسے شخص کو [دیّوث] قرار دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ایسا شخص کبھی جنت میں نہ جاسکے گا، چنانچہ معجم طبرانی کبیر میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اَبَداً: الدَّيُّوْثُ، وَ الرَّجُلَةُ مِنَ النِّسَآءِ، وَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ)). (۱۴۰)۔

"تین لوگ ایسے ہیں کہ وہ کبھی جنّت میں داخل نہیں ہونگے: دیّوث، مردانہ چال ڈھال والی عورت اور عادی شرابی"۔

دوسری حدیث مستدرک حاکم، شعب الایمان بیھقی، مسند احمد اور الاحادیث المختارہ للضیاء المقدسی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اس میں ارشادِ نبوی ﷺ کے الفاظ یہ ہیں:

((ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَالدَّيُّوْثُ وَ رَجُلَةُ النِّسَآءِ)) (۱۴۱)

"تین لوگ جنّت میں داخل نہیں ہونگے: والدین کا نافرمان، دیّوث اور مردانہ چال ڈھال والی عورت"۔

اسی سلسلہ کی تیسری حدیث نسائی، مسند احمد، مستدرک حاکم، ابن حبان اور ابن خزیمہ میں حضرت عبداللہ بن عَمر و بن العاص رضی اللہ عنہما سے

(۱۳۹) الصحیحہ ۴۲۰/۳ حدیث: ۱۸۰۵، صحیح الجامع ۵۹۰/۱ حدیث: ۳۰۷۵۔

(۱۴۰) صحیح الجامع ۵۸۷/۱۔

(۱۴۱) صحیح الجامع ۵۸۷۔

مروی ہے، اس میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ : اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَ الْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ وَ الدَّيُّوْثُ)). (۱۴۲)۔

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین قسم کے لوگوں کی طرف نظرِ کرم نہیں فرمائے گا: والدین کا نافرمان، مردوں سے مشابہت رکھنے والی مردانہ چال ڈھال والی عورت اور دیّوث'' ۔

ہاں اگر کسی کے پلّے ایسی کوئی عورت پڑ گئی اور اسکے سمجھانے بجھانے سے اس نے سچّی توبہ کرلی اور آئندہ ایسی تمام حرکات ترک کر دیں تو اللہ غفورٌ رّحیم ہے، وہ سابقہ گناہوں کو معاف کر دے گا۔ لہٰذا ایسی تائب عورت کو طلاق دینے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی وہ آدمی دیّوث شمار ہوگا۔ دیّوث تو تب ہے کہ بیوی میں بداخلاقی و بدکرداری دیکھے اور اس کی اصلاح کی بھرپور کوشش ہی نہ کرے بلکہ اسکی اُس حالت پر رضامند ہو یا کم از کم اس کی اصلاح کی کوشش نہ کرے۔

(۶)...... مالی معاملات میں لاپرواہی برتنے والا:

جن لوگوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں ان میں سے چھٹا شخص وہ ہے جو مالی معاملات میں لاپرواہی برتتا ہے یعنی کسی کو قرض دیا یا لیا مگر نہ کسی کو گواہ بناتا ہے نہ تحریر کرتا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے مال ضائع ہونے یا لڑائی جھگڑا پیدا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے جو کہ اللہ کو ناپسند ہے اور اس کے حکم کی خلاف ورزی بھی، کیونکہ سورۃ البقرہ کی طویل ترین آیت: ۲۸۲ [آيَةُ الدَّيْنِ] میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ......﴾

---

(۱۴۲) صحیح الجامع ۵۸۹/۱، الصحیحه: ۶۷۴

''اے ایمان والو! جب تم (کسی سے) کسی مقررہ مدّت تک کوئی لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو'' ۔

اور اسی آیت میں آگے چل کر یہ بھی فرمایا ہے:

﴿ وَ اسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰى...... ﴾

''اور اپنے میں سے دو مردوں کو (ایسے معاملے کے) گواہ کر لیا کرو، اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جنہیں تم گواہ پسند کرو (کافی ہیں) کہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اُسے یاد دلائے گی'' ۔

اور اس سے آگے فرمایا ہے:

﴿ وَ لَا تَسْئَمُوْا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْراً اَوْ كَبِيْراً اِلٰى اَجَلِهٖ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰى اَلَّا تَرْتَابُوْا ...... ﴾

''اور قرض تھوڑا ہو یا زیادہ، اس (کی دستاویز) کے لکھنے لکھانے میں کاہلی و سستی نہ کرنا، یہ بات اللہ کے نزدیک نہایت قرینِ انصاف ہے اور شہادت کے لیئے بھی یہ بہت درست طریقہ ہے۔ اِس سے تمہیں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں پڑے گا''

اور اسی آیت میں ہی فرمایا ہے:

﴿ وَ اَشْهِدُوْآ اِذَا تَبَايَعْتُمْ ...... ﴾

''اور جب خرید وفروخت کیا کرو تو بھی گواہ کر لیا کرو'' ۔

غرض اس آیت میں مذکور احکام کی نافرمانی اور مالی معاملات میں لا پرواہی برتنے والے کی دعاء کے قبول نہ ہونے کی دلیل بھی وہی حدیث ہے جو کہ مستدرک

حاکم ،معانی الآثار طحاوی، حلیة الاولیاء ابو نعیم ، الفردوس دیلمی اور تاریخِ دمشق ابن عساکر میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

((ثَلاثَةٌ يَدْعُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَلا يُسْتَجَابُ لَهُمْ :))

''تین آدمی اللہ عزّ وجلّ سے دعائیں مانگتے ہیں لیکن انکی دعائیں قبول نہیں کی جاتیں''۔(اوران تین میں سے دوسرا شخص ہے):

((......وَ رَجُلٌ كَانَ لَهُ عَلىٰ رَجُلٍ مَالٌ فَلَمْ يُشْهِدْ عَلَيْهِ......)). (۱۴۳)۔

''.....اوروہ آدمی جس کا کسی کے ذمے کچھ قرض تھا مگراس نے اس پر کسی کو گواہ نہیں بنایا.....''

(۷)......مال ودولت نااہل لوگوں کے سپرد کرنے والا:

جن لوگوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں ان میں سے ساتواں شخص وہ ہے جو اپنا مال ودولت نااہل لوگوں کے سپرد کردے۔اوراس سے مراد ایک تو وہ شخص ہے جس کی کفالت میں کوئی یتیم بچہ ہو جو کہ صاحبِ جائیداد ہو اور وہ اس بچے کی جائیداد کو اس کے بالغ اور سمجھدار ہونے سے پہلے ہی اس کے سپرد کردے، کیونکہ ایسی صورت میں خدشہ ہے کہ بچہ ناسمجھی کی وجہ سے اپنا مال ضائع کردے گا۔یہی وجہ ہے کہ سورۃ النسآء آیت:۵ میں اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے:

﴿ وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَاماً ﴾

''بے عقل لوگوں کو اپنا مال نہ دو جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری گزران کے قائم رکھنے کا ذریعہ بنایا ہے''۔

(۱٤۳)صحیح الجامع ۱/ ۵۹۰، الصحیحه ۳/ ٤۲۰ ۔

اور اس سے اگلی ہی آیت:۶ میں مال انکے حوالے کرنے کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ ابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ آنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْداً فَادْفَعُوْا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ﴾ .

"اور یتیموں کو انکے بالغ ہونے تک سدھارتے اور آزماتے رہو، پھر اگر ان میں تم ہوشیاری اور حسنِ تدبیر پاؤ تو انہیں انکے مال سونپ دو"۔

مال و دولت نا اہل لوگوں کے سپرد کرنے والے شخص سے مراد دوسرا وہ شخص بھی ہوسکتا ہے جو مالدار ہو اور کسی نا تجربہ کار شخص کو بغرضِ تجارت و کاروبار رقم دے دے تا کہ مضاربت کر سکیں کیونکہ نا تجربہ کار آدمی سے نقصان کے سوا کیا توقع رکھی جاسکتی ہے ؟

ایسے ہی ناسمجھ وفضول خرچ لوگوں کے ہاتھ میں اپنا مال دینا بھی ہے کیونکہ یہ بھی مالی معاملے میں سستی کا مظاہرہ ہے جس سے مال ضائع ہوجانے کا خطرہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے فضول خرچی کرنے اور مال کو بے جا لوٹانے والوں کو شیطان کے بھائی قرار دیا ہے جیسا کہ سورۃ بنی اسرائیل، آیت:۲۶ اور ۲۷ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْراً. اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهٖ كَفُوْراً .﴾

"اور اسراف وفضول خرچی سے بچو، بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے"۔

ان آیاتِ قرآنیہ کی طرح ہی احادیثِ نبویہ میں بھی مال کی صحیح طور پر دیکھ بھال کا حکم دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن مالی معاملات کے بارے میں باز پُرس ہوگی جیسا کہ سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے

مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهٖ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ: عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَ أَفْنَاهُ؟ وَ عَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَ أَبْلَاهُ؟ وَ عَنْ مَالِهٖ مِنْ أَيْنَ اِكْتَسَبَهٗ وَ فِيْمَ انْفَقَهٗ؟ وَ مَاذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ؟)) . (۱۴۴)۔

''قیامت کے دن کوئی شخص اپنے رب کے حضور سے پاؤں نہیں ہلا سکے گا جب تک کہ اُس سے پانچ چیزوں کے بارے میں بازپُرس نہ کرلی جائے گی: اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے اس نے کہاں فنا کیا؟ اسکی جوانی کے بارے میں کہ وہ اس نے کہاں برباد کی؟ اس کے مال کے بارے میں کہ وہ اس نے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اور جو علم حاصل کیا، اس پر کتنا عمل کیا؟'' ۔

جبکہ ترمذی میں ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں چار چیزوں کا ذکر ہے جو کہ یہ ہیں:

((عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَ أَفْنَاهُ؟ وَ عَنْ عِلْمِهٖ مَا فَعَلَ فِيْهِ؟ وَ عَنْ مَالِهٖ مِنْ أَيْنَ اِكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَ أَنْفَقَهٗ؟ وَ عَنْ جِسْمِهٖ فِيْمَ أَبْلَاهُ؟)). (۱۴۵)۔

''اُس کی عمر کے بارے میں کہ اُسے اس نے کہاں فنا کیا؟ اُس کے علم کے

---

(١٤٤)صحيح الجامع ١٢٢٠/٢، الصحيحه :٩٤٦ ۔

(١٤٥) حوالہ سابقہ۔

بارے میں کہ اُس پر اس نے کتنا عمل کیا؟ اور اُس کے مال کے بارے میں کہ اُس نے وہ کہاں سے کمایا اور کہاں اُسے خرچ کیا؟ اور اُس کے جسم کے بارے میں کہ اُس نے اُسے کہاں برباد کیا؟'' ۔

غرض مالی معاملات میں لا پرواہی کرنے والے کی دعاء بھی قبول نہیں ہوتی کیونکہ مستدرك حاكم ، معانی الأثار طحاوی ، حلية الاولياء ابو نعيم، الفردوس ديلمی اور تاریخِ دمشق ابن عساکر میں مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((ثَلاثَةٌ يَدْعُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَلا يُسْتَجَابُ لَهُمْ :))

''تین آدمی اللہ عزّ وجلّ سے دعائیں مانگتے ہیں لیکن انکی دعائیں قبول نہیں کی جاتیں'' ۔

(اور اُن میں سے تیسرے شخص کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا):

((...... وَ رَجُلٌ اٰتٰـى سَفِيْهاً مَالَهُ ، وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ :﴿وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ أَمْوَالَكُمْ ﴾)).(۱۴۶)۔

''اور وہ شخص جس نے ناسمجھ و نا تجربہ کار لوگوں کو مال دیا ہو جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اور اپنے اموال ناسمجھ و نا تجربہ کار لوگوں کو نہ دو'' ۔

---

(١٤٦)صحيح الجامع ٥٩٠/١ ، الصحيحه ٤٢٠/٣، النسآء : ٥ ـ

مقاماتِ قبولیّتِ دُعاء

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں تو ہر جگہ قبول فرماتا ہے، لیکن بعض مقامات کو قبولیّتِ دعاء سے ایک خاص ہی نسبت ہے۔ یہاں ہم ایسے چودہ مقامات کا تذکرہ کر رہے ہیں جہاں دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں:

(۱)......بیتُ اللہ شریف کے اندر:

مقاماتِ قبولیّت میں سے پہلی جگہ خانۂ کعبہ یا بیتُ اللہ شریف ہے۔ صحیح مسلم میں ہے:

((لَمَّا دَخَلَ الْبَيْتَ دَعَا فِيْ نَوَاحِيْهِ)). (۱۴۷)۔

''نبی ﷺ جب بیتُ اللہ شریف میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے اس کے کونوں میں دعائیں کیں''۔

اور مسلم شریف میں ہی دوسری روایت ہے:

((لَمَّا دَخَلَ الْبَيْتَ دَعَا عَلٰى نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ)). (۱۴۸)۔

''آپ ﷺ جب خانۂ کعبہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے قریش کے کچھ لوگوں کے خلاف بددُعاء کی''۔

نبی ﷺ کے اس عملِ مبارک سے معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اگر کسی کو عین خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونے کا شرف مل جائے تو زہے نصیب جواب شائد صرف حکّام و امراء کا مقدّر ہی رہ گیا ہے البتہ جو شخص حطیم یا حِجرِ اسماعیل نامی نیم دائرے میں داخل ہو کر اور اس کی دیواروں میں گولائی شروع ہونے سے پہلے

(۱۴۷)صحیح مسلم بحوالہ صحیح الاذکار،ص:۵۸ ۔

(۱۴۸) حوالہ سابقہ۔

حصہ میں داخل ہوکر دعاء کرلے تو وہ بھی خانہ کعبہ میں داخل شمار ہوگا۔ کیونکہ شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ کی تحقیق کے مطابق بیت اللہ شریف سے لیکر سات ہاتھ تک یہ حطیم بیت اللہ شریف کا ہی حصہ ہے اور باقی حصہ جہاں سے دیواروں کی گولائی شروع ہوتی ہے یہ صرف حجر اسماعیل علیہ السلام ہے۔(۱۴۹)

چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحیح بخاری و مسلم ، ترمذی ، و نسائی ، ابن ماجه و دارمی ، موطأ امام مالك و مسند احمد اوراخبار مکه ازرقی میں مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا :

"اے عائشہ! اگر تیری قوم کے لوگ نئے نئے اسلام نہ لائے ہوتے تو میں کعبہ کو گرا کر زمین کے برابر کر دیتا اور پھر سے اسے تعمیر کرتے وقت اس کے دو دروازے بناتا، ایک مشرقی لوگوں کے داخل ہونے کیلئے ہوتا اور دوسرا مغربی لوگوں کیلئے ہوتا اور انہیں زمین کے برابر بناتا اور حجر (حطیم) سے سات ہاتھ زمین بیت اللہ میں شامل کر دیتا"

وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: قریش نے تعمیر کعبہ کے وقت اتنی جگہ بیت اللہ سے کیوں نکال دی تھی؟

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری قوم کے پاس خرچہ کم پڑ گیا تھا۔ میں نے عرض کیا: انھوں نے بیت اللہ کا دروازہ اتنا اونچا کیوں لگایا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تاکہ وہ جسے چاہیں خانہ کعبہ کے اندر جانے کی اجازت دیں اور جسے چاہیں نہ دیں"(۱۵۰)

---

(١٤٩) تاريخ الكعبه حسين عبد الله باسلامه ص: ١٦٢ ، نبذة مختصرة عن الكعبة المشرفه از عصام الحميدان ص : ٣٣

(١٥٠) الصحيحة :٣:٤٣ و هناك وحوث مهمه ، صحيح الجامع : ٥٣٢٧، ٥٣٣١ ـ

حِجرِ اسماعیل علیہ السلام یا حطیم کی پیشتر زمین کے بیت اللہ شریف کا ہی حصہ ہونے کی وجہ سے ہی نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جو حِجر میں داخل ہو گیا وہ گویا خانہ کعبہ میں داخل ہو گیا اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواہش ظاہر فرمائی کہ میں بیت اللہ میں داخل ہونا چاہتی ہوں تو نبی ﷺ نے انہیں فرمایا تھا:

((اُدْخُلِي الْحِجْرَ ، فَإِنَّهُ مِنَ الْبَيْتِ)) .(۱۵۱)

''حِجر میں داخل ہو جاؤ۔ یہ بھی تو بیت اللہ شریف کا حصہ ہی ہے'' ۔

یہاں ایک وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت ھاجرہ علیہا السلام دونوں اِسی حِجر میں ہی مدفون ہیں جبکہ وہ تمام روایات ضعیف و ناقابلِ حجّت ہیں اور اگر ایسا ہی ہوتا تو ہمیں حِجر یا حطیم میں چلنے پھرنے، بیٹھنے اور نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہوتی حالانکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اخبار مکہ ازرقی میں صحیح سند سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا:

''کعبہ کے پرنالے کے نیچے (حطیم میں) نمازیں پڑھو اور زمزم کا پانی پیو'' (۱۵۲)

اور یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ کعبہ شریف کے پرنالے کو ''میزابِ رحمت'' بھی کہا جاتا ہے اور اخبارِ مکہ ازرقی میں امام عطاءؒ کی طرف ایک ایک قول منسوب ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ:

''میزابِ رحمت کے نیچے مانگی گئی دعاء ضرور قبول ہوگی اور وہ آدمی گناہوں سے یوں پاک ہو جائے گا جیسے اس کی ماں نے آج ہی اسے جنم دیا ہو'' ۔

---

(۱۵۱) نسائی : ۲۹۱٤ ۔

(۱۵۲) اخبار مکہ ازرقی ۱/۳۳۲ ۔

لیکن دعاء اور مغفرت والا یہ اثر سند کے اعتبار سے ضعیف اور نا قابلِ استدلال ہے۔(۱۵۳)

اس اثر کے بارے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ نبی اکرم ﷺ کی حدیث ہے اور نہ ہی کسی صحابہ کا اثر بلکہ یہ تابعی کا قول ہے اور چونکہ اس میں نبی ﷺ یا کسی صحابی کا واسطہ مذکورہ ہی نہیں اور اس طرح کی دعاؤں کی قبولیّت اور مغفرت و بخشش کا پتہ دینے والے غیبی امور کے بارے میں نبی ﷺ کے سوا کسی کا کوئی خبر دینا صحیح نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا قبولیّتِ دعاء اور مغفرت و بخشش والی بات تو صحیح نہیں البتہ میزاب کے نیچے نماز پڑھنا چونکہ حطیم و بیت اللہ میں نماز پڑھنا ہے اور یہ نبی اکرم ﷺ کے عملِ مبارک سے صحیح احادیث میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے بیت اللہ میں داخل ہوکر نماز پڑھی تھی۔(۱۵۴)

(۲،۳)...... صفاومروہ پہاڑیوں پر:

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتَى الصَّفَا حَتّٰى نَظَرَ اِلَى الْبَيْتِ وَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَ جَعَلَ يَحْمِدُ اللّٰهَ وَ يَدْعُوْهُ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّدْعُوْهُ)). (۱۵۵)۔

''نبی اکرم ﷺ صفا پر چڑھتے گئے حتیٰ کہ بیت اللہ شریف نظر آنے لگا، تب آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور پھر جو اللہ کو منظور ہوا وہ دعائیں کیں''۔

اور مروہ پر بھی آپ ﷺ کا صفا کی طرح ہی دعائیں اور اذکار کرنا صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے(۱۵۶)

---

(۱۵۳) مثیر الغرام ابن الجوزی ص: ۲۶۹ ۔
(۱۵۴) تفصیل کیلئے دیکھیئے ہماری کتاب ''مقاماتِ نماز'' آخری موضوع ۔
(۱۵۵) صحیح مسلم بحوالہ صحیح الاذکار: ۵۸ ۔ (۱۵۶) حوالہ سابقہ ۔

(۴،۵)......جمرۂ صغریٰ اور جمرۂ وسطیٰ کے پاس:

صحیح بخاری شریف میں ہے:

((كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ وَ يَدْعُوْ)).(۱۵۷)

''نبی ﷺ جمرات پر رمی کرنے [کنکر مارنے] کے بعد دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعاء کرتے تھے''۔

جبکہ معروف و صحیح احادیث میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے جمرۂ صغریٰ اور جمرۂ وسطیٰ پر رمی کرنے کے بعد ایک طرف کھڑے ہوکر دعاء کی مگر جمرۂ کبریٰ کی رمی کے بعد دعاء کرنا ثابت نہیں ہے۔(۱۵۸)۔

(۶)......مشعرالحرام کے پاس:

مشعرالحرام ایک پہاڑی کا نام ہے جو کہ مزدلفہ میں واقع ہے۔ یہ پہاڑی شعائرِ اسلام کے اظہار کیلئے مشاعرِ مقدسہ میں سے ایک مقدّس مقام ہے۔ جہاں آج کل ایک بہت بڑی مسجد بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے مشعرالحرام پر وقوف فرمایا تھا اور صحیح مسلم ابو داؤد اور نسائی میں ہے کہ آپ ﷺ نے بھی فرمادیا تھا:

((وَقَفْتُ هَـهُنا وَ جَمْعٌ و الْمُزْدَلِفَةُ كُلَّهَا مَوْقِف)) .(۱۵۹)

''میں نے یہاں (مشعرالحرام کے پاس) وقوف کیا ہے جبکہ یہ پوری وادئ مزدلفہ ہی جائے وقوف ہے''۔

---

(۱۵۷) صحیح بخاری بحواله صحیح الاذکار:۵۸ ۔

(۱۵۸)مؤطا امام مالك ۴۰۷/۱ ۔

(۱۵۹) مسلم ۱۷۰/۸، ۱۹۶ ، ابو داؤد ۱۹۰۵ ، ابن ماجه ۳۰۷۴، دارمی ۴۵/۲ ، ۴۹ ، المنتقیٰ لابن الجارود ۴۶۹ ، بیهقی ۷/۵ ، ۹، المنتخب من المسند لعبد بن حمید ۱۱۳۵، سوئے حرم ۱۹۰، ۲۹۳

اس حدیث کی رو سے گویا پورا مزدلفہ مقامِ قبولیّتِ دعاء ہے ۔کیونکہ صحیح مسلم اور سنن اربعہ میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں مذکور ہے:

((حَتَّى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ....))(۱۶۰)

”آپ ﷺ مشعرالحرام کے پاس آئے اور قبلہ رو ہو کر دعاء فرمائی“

(۷)...... مُلْتَزَم [حجرِاسود و بابِ کعبہ کی درمیانی جگہ]

ابو داؤد ، ابن ماجه، دار قطني ،بيهقي اور مصنف عبد الرزاق میں ہے کہ نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ملتزم کے ساتھ چمٹ کر اور سینے کو دیوار کے ساتھ لگا کر اور ہاتھوں کو دیوارِ کعبہ پر بچھا کر دعائیں مانگتے تھے۔(۱۶۱)۔

مؤطا امام مالك،مصنف عبد الرزاق اورالكامل ابن عدی کی ایک دوسری روایت میں ہے:

((مَنْ دَعَا مِنْ ذِیْ حَاجَةٍ أَوْ ذِیْ غُمَّةٍ فُرِجَ عَنْهُ بِإِذْنِ اللّٰهِ)).(۱۶۲)۔

”جو حاجتمند یا مصیبت زدہ یہاں (ملتزم پر) دعاء کرے گا، وہ اللہ کے حکم سے کشائش و عافیت پائے گا“

جبکہ امام بیہقیؒ کی سنن کبریٰ اور شعب الایمان میں ہے:

((لاَ يَلْتَزِمُ مَا بَيْنَهُمَا أَحَدٌ يَّسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئاً إِلَّا أَعْطَاهُ

(۱٦٠)مسلم : ۸/۱۹٥ ، ابو داؤد : ۱۹۰۷ ، ۱۹۰۸ ، ۱۹۳٦ ، نسائی : ٥/ ۳٦٥ ۔

(۱٦۱)ابو داؤد:۱۸۹۸، صحیح ابن ماجه:۲۹٦۲، عبد الرزاق:۹۰٤۳، دار قطنی ۲/۲۸۹، بیهقی ٥/۹۳،۱٦٤۔ یہ شواہد کی بناء پر صحیح حدیث ہے، تفصیل: سوئے حرم حدیث :۱۷۲ از مؤلّف تحقیق حافظ عبدالرؤوف ۔

(۱٦۲)مؤطا مالك ۱/۲۲٤، الكامل ابن عدی ٤/۱٦٤۱ ۔

اِيَّاهُ)). (۱۶۳)

”حجرِاسود اور بابِ کعبہ کے درمیان واقع ملتزم پر جس نے جو دعاء کی اللہ اسے مطلوبہ چیز عطا کردے گا“۔

(۸،۹،۱۰،۱۱،۱۲)......مطاف [جائے طواف]،مسعیٰ [جائے سعی]، میدانِ عرفات،مزدلفہ،منیٰ:

بھی مقاماتِ قبولیّتِ دعاء ہیں۔کیونکہ ان سب جگہوں پر نبی اکرم ﷺ نے دعائیں کی ہیں۔

(۱۳)......مسجدِ نبوی :

صحیح بخاری و مسلم، ترمذی و نسائی، مؤطا مالک اور مسند احمد میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَ مِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ)). (۱۶۴)۔

”میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصّہ [رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ] جنّت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے“۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آئمہ سلف و محدّثین اور صُلحاء و متّقینِ امّت اس جگہ نمازیں پڑھتے آرہے ہیں اور دعائیں کرتے آرہے ہیں، کیونکہ اس مقام کا [رَوْضَةُ الْجَنَّةِ] ہونا ہی قبولیّتِ دعاء کا واضح سبب ہے۔

(۱۴)......مسجدِ اقصیٰ:

بخاری و مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

---

(۱۶۳)سنن کبریٰ بیہقی ۱۶۴/۵، شعب الایمان ۶۰۵/۷، سوئے حرم للمؤلّف ص:۲۶۴، مناسك الحج و العمره للالبانی، ص:۳۳ ترجمہ محمد منیر قمر۔

(۱۶۴)بخاری: ۱۱۹۶ـ ۱۸۸۸، مسلم ۱۶۲/۹، ترمذی: ۳۹۱۵ـ۳۹۱۶، موطا مالک ۱۹۷/۱، صحیح الجامع ۹۷۸/۲

((لَا تُشَدُّ الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ، وَ مَسْجِدِیْ هٰذَا وَ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی)). (۱۶۵)۔

”تین مسجدوں: مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) اور میری اس مسجد (نبوی) اور مسجدِ اقصیٰ کے سوا (نیکی کی نیّت سے) رختِ سفر نہ باندھا جائے“ ۔

امام شوکانی ؒ نے مسجدِ اقصیٰ کی فضیلت و جوازِ زیارت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس میں بھی دعاء قبول ہوتی ہے۔(۱۶۶)۔

ان مذکورہ ۱۴ مقامات کے علاوہ جہاں بھی بندے کو حاجت ہو، اپنے خالق و مالک سے مانگے، شرائط و آداب اور اوقات کا لحاظ رکھے تو اللہ تعالیٰ جلد سُنتا اور قبول کرتا ہے۔

دعاء کے ارکان، پَر، اسباب اور اوقات

قاضی عیاض رحمۂ اللہ نے ” الشفاء فی شمائل صاحب الاصطفاء ﷺ “ جلد سوم، ص: ۴۸۷، ۴۹۷ پر لکھا ہے کہ ابن عطاء نے کہا ہے:

((لِلدُّعَاءِ أَرْکَانٌ وَ أَجْنِحَةٌ وَ أَسْبَابٌ وَ أَوْقَاتٌ ، فَاِنْ وَافَقَ أَرْکَانَهٗ قَوِیَ وَ اِنْ وَافَقَ أَجْنِحَتَهٗ طَارَ فِی السَّمَآءِ وَ اِنْ وَافَقَ مَوَاقِیْتَهٗ فَازَ وَ اِنْ وَافَقَ أَسْبَابَهٗ أَنْجَحَ .
فَأَرْکَانُهٗ : حُضُوْرُ الْقَلْبِ وَ الرِّقَّةُ وَ الْاِسْتِکَانَةُ وَ الْخُشُوْعُ وَ تَعَلُّقُ الْقَلْبِ بِاللّٰهِ وَ قَطْعَةُ الْأَسْبَابِ، وَ أَجْنِحَتُهٗ:

---

(۱۶۵)بخاری :۱۱۸۹۔۱۱۹۰، مسلم ۱۰۴/۹، ۱۰۶، ۳۱۸، ۱۶۸، ابو داؤد : ۲۰۳۳، ترمذی :۳۶۶، نسائی ۳۷/۲، ۳۸ ۔

(۱۶۶)تحفة الذاکرین للشوکانی ۔

الصِّدْقُ وَمَوَاقِيتُهُ: اَلْأَسْحَارُ، وَأَسْبَابُهُ: الصَّلٰوةُ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم)). (١٦٧)۔

’’دعاء کے کچھ ارکان، پَر، اسباب وذرائع اور اوقات ہوتے ہیں۔ اگر دعاء کے ارکان پورے ہوں تو وہ قوّتِ پرواز اختیار کر جاتی ہے اور اگر اس کے پَر بھی مکمّل ہوں تو وہ آسمانوں کی طرف اُڑ کر چلی جاتی ہے اور اگر اس کے اوقات بھی مناسب ہوں تو کامیابی ہوگی اور اگر اس کے اسباب بھی میّسر ہوئے تو سمجھو کہ مراد مل گئی۔

اُس کے ارکان: حضورِ قلب، رقّت ونرمی، گڑگڑاہٹ، خشوع و انکساری، اللہ سے قلبی لگاؤ اور توکّل ہیں۔ صدقِ دل سے دعاء کرنا، دعاء کے پَر ہیں۔ سحری ونیم شبی دعاء کے اوقات ہیں۔ اور دعاء کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ (درود شریف) پڑھنا، قبولیّتِ دعاء کے اسباب وذرائع میں سے ہے‘‘۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین

ترجمان سپریم کورٹ الخبر
و داعیہ متعاون مراکز دعوت و ارشاد
الدمام ' الخبر ' الظہران
(سعودی عرب)

(١٦٧) الشفاء قاضی عیاض ٣/ ٧٤٨، ٧٤٩ بشرحہ لملّا علی قاری۔

مصادرومراجع

١ القرآن الکریم .
٢ الادب المفرد .
٣ ارواء الغلیل .
٤ الاذکاد النوویه .
٥ احکام الدعاء .
٦ بلوغ المرام .
٧ بخاری مع الفتح .
٨ تحفه الذاکرین .
٩ ترمذی مع التحفه .
١٠ تفسیرابن کثیر .
١١ جامع الترمذی مع تحفه الاحوذی
١٢ موارد القرآن
١٣ جامع الاصول فی احادیث الرسول ﷺ
١٤ ذکرِ الٰہی .
١٥ سلسلة الاحادیث الصحیحه .
١٦ سبل السلام .
١٧ سوئے حرم .
١٨ سنن کبریٰ بیہقی .
١٩ الشفاء للقاضی عیاض .
٢٠ المحلّیٰ .
٢١ مجمع الزوائد .
٢٢ معارف القرآن .
٢٣ شرح بلوغ المرام .
٢٤ شعب الایمان .
٢٥ صحیح ابن ماجه .
٢٦ صحیح الکلم الطیب .
٢٧ صحیح الاذکار .
٢٨ صحیح الترغیب والترهیب .
٢٩ صفة صلوٰة النبی ﷺ .
٣٠ صحیح الجامع الصغیر .
٣١ صحیح ابی داؤد .
٣٢ صحیح مسلم .
٣٣ صحیح بخاری .
٣٤ صحیح ابن حبّان .
٣٥ عمل الیوم و اللیله .
٣٦ فتح الباری .
٣٧ مناسك الحج و العمرة .
٣٨ مشکوٰة .
٣٩ مسند احمد .
٤٠ مسند بزّار .
٤١ مستدرك حاکم .
٤٢ مختصر صحیح مسلم .
٤٣ مصنف عبد الرزّاق .
٤٤ موطأ امام مالك .

توحید پبلیکیشنز کا پیغام
امت مسلمہ کے نام

☆مذہبی تعصب، مسلکی عناداور فرقہ واریت قوم کیلئے زہر ہیں، اِن سے بالاتر ہوکر خالص قرآن کریم اور سنتِ صحیحہ کی بنیاد پر امت کے شرعی مسائل کا حل تلاش کریں۔

☆قدیم علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم سے استفادہ کرتے ہوئے جدید فقہی مسائل میں اجتہاد کر کے فتاوی صادر کرنے والے دورِ حاضر کے علماء وفقہاء کی کوششوں کے نتائج سے فائدہ اٹھائیں۔

☆دعوت و تبلیغِ دین میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کرنا تو مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے مگر حلال وحرام میں تو رواداری نہ برتیں اور قوانین ومسائل اسلامیہ کو نرم کر کے اسلامی روح کو تو نہ کمزور کردیں۔

☆جہالت و بے علمی کا دور گزر گیا۔ نورِ علم کے چراغ لے کر آگے بڑھیں، جہالت کو مٹائیں اور باطل کا بھرپور تعاقب کریں۔

☆اگر آپ ایسا معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو "**توحید پبلیکیشنز**" کی مطبوعات کا مطالعہ فرمایئے اور اسکا تعاون کیجئے، کیونکہ اسکی مطبوعات کو آپ اسی طرزِ فکر کی حامل اور انہیں صفات سے مزین پائیں گے۔

اِن شَآءَ اللّٰہ

Aadab e Dua

Dua Ki Ahmiyat Aur Fazilath,Sharaite Qhubuliate Dua
Awqate ijabat o Qhubuliate Dua,Mustejabaat Aur
Ghair Mustejaabat Dawaat Log,Maqamate Qhubuliate Dua

URDU
19

Published By
توحید پبلیکیشنز
Tawheed Publications
#43,S.R.K.Garden,Bangalore-41
Email: tawheed_pbs@hotmail.com